ماہنامہ
دخترانِ اسلام
لاہور
جون 2021ء

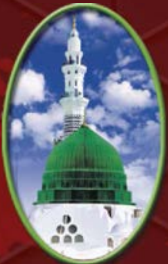

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

17 جون 2014ء

پولیس کا شب خون اور القادریہ کی اندرونی کہانی

سانحہ ماڈل ٹاؤن کی غیر جانبدار تفتیش کی راہ میں کون حائل ہے؟

سفرِ انقلاب کا پہلا منزل آشنا مسافر

حضور شیخ الاسلام کے برادرِ اصغر محمد جاوید قادری کے
یومِ وصال پر محمد شفقت اللہ قادری کی خصوصی تحریر

منہاج القرآن ویمن لیگ سینٹرل پنجاب A,B میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی تنظیمات میں ایوارڈز کی تقسیم

منہاج القرآن ویمن لیگ ضلع راولپنڈی کے زیر اہتمام نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی تحصیلات اور بہنوں کے لیے تقریب تقسیم ایوارڈز کا انعقاد

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 28 شمارہ: 6 / شوال / ذیقعد ۱۴۴۲ھ / جون 2021ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
اُم حبیبہ اسماعیل

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرح سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
مسز راضیہ نوید، سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، ہادیہ خان، جویریہ سحرش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سُمیّہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم

گرافکس: عبدالسلام ___ فوٹوگرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ

(سانحہ ماڈل ٹاؤن کی غیر جانبدار تفتیش کی راہ میں کون حائل ہے؟) 4

فکرِ شیخ الاسلام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ — مرتبہ: نازیہ عبدالستار 5

17 جون 2014ء: پولیس کا شب خون اور القادریہ کی اندرونی کہانی — محمد شفقت اللہ قادری 9

صالحاتِ امت کا کردار — خرم نواز گنڈاپور 15

انسدادِ منشیات اور ہماری ذمہ داریاں — سمیہ اسلام 20

''رہِ نوردِ انقلاب ۔۔۔ پہلا منزل آشنا مسافر'' — محمد شفقت اللہ قادری 24

دعوت اور داعی کے اوصاف — مرتبہ: عائشہ مبشر 28

تحفظِ ماحولیات اور انسان — ڈاکٹر انیلہ مبشر 33

آپ کی صحت: کورونا وائرس۔۔۔ احتیاط ہی واحد علاج ہے — ویشاء وحید 36

گلدستہ: کھجور کے فوائد اور طریقہ استعمال — حافظہ سحر عنبرین 38

الفیوضات المحمدیہ 40

مجلّہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرق وسطی، جنوب مشرق ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر/ چیک/ ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللهُ عَلَيْهِمْ ط وَكَانَ اللهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا. وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ج حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ط اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا.

(النساء،۴: ۱۷، ۱۸)

’’اللہ نے صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے جو نادانی کے باعث برائی کر بیٹھیں پھر جلد ہی توبہ کر لیں پس اللہ ایسے لوگوں پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرمائے گا، اور اللہ بڑے علم بڑی حکمت والا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے لیے توبہ (کی قبولیت) نہیں ہے جو گناہ کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ ان میں سے کسی کے سامنے موت آ پہنچے تو (اس وقت) کہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ہی ایسے لوگوں کے لیے ہے جو کفر کی حالت پر مریں، ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی الله عنه قَالَ: إِنَّ اللهَ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ اللهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوْبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ، يُقَاتِلُوْنَ عَلَى دِيْنِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارَ دِيْنِهِ) فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا، فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ، وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا، فَهُوَ عِنْدَ اللهِ سَيِّءٌ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ. وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: وَرِجَالُهُ مُوَثَّقُوْنَ.

’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں کی طرف نظر کی تو قلب محمد ﷺ تمام لوگوں کے دلوں سے بہتر قلب پایا تو اسے اپنے لئے چن لیا (اور خاص کر لیا) اور انہیں اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ کے دل کو (صرف اپنے لئے) منتخب کرنے کے بعد دوبارہ قلوبِ انسانی کو دیکھا تو آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے دلوں کو سب بندوں کے دلوں سے بہتر پایا انہیں اپنے نبی مکرم ﷺ کا وزیر بنا دیا وہ ان کے دین کے لئے جہاد کرتے ہیں (اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں آپ ﷺ کے دین کا مددگار بنا دیا) پس جس شے کو مسلمان اچھا جانیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک (بھی) اچھی اور جسے بُرا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُری ہے۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص۶۲۷، ۶۲۸)

خواب

ہر کوئی مستِ مے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو! یہ انداز مسلمانی ہے!
حیدری فقر ہے نے دولتِ عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے؟
(کلیات اقبال،ص:356)

تعبیر

قائداعظم نے مسلمانوں سے فرمایا:
ہم چاہتے ہیں کہ آپ خود دار لوگوں کی طرح اپنے پیروں پر کھڑے ہوجائیں۔ اپنے ملکی وسائل کو ترقی دیں اور اپنی خوبیوں کو اجاگر کریں۔
(خطاب کوئٹہ میونسپلٹی استقبالیہ، 15 جون 1948ء)

تکمیل

منہاج القرآن کے عظیم تر اہداف میں سے ایک ہدف رجوع الی القرآن ہے قرآن سے ٹوٹے ہوئے تعلق کو جوڑنا، طبیعتوں کو قرآن کی طرف آمادہ کرنا قرآن کی تلاوت، قرآن کے فہم، قرآن کے معنی ومفہوم، قرآن کے معارف اور قرآن کی تبلیغ پر لوگوں کو آمادہ کرنا تاکہ انوار قرآن سے انفرادی زندگیاں بھی منور ہوں اور معاشرے کی اجتماعی زندگیاں بھی منور ہوں۔ ہر روز ایک رکوع، 10 آیتیں، 7 آیتیں، جتنی فرصت سے قرآن مجید کو یکسوئی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر ترجمہ کے ساتھ قرآن کی تلاوت کریں۔ تمام امت مسلمہ کے لیے پیغام ہے کہ وہ اپنے ظاہر و باطن کو قرآن کے ساتھ جوڑیں، اپنے اور قرآن کے درمیان فاصلے کو ختم کریں، قرآن کو اپنی زندگیوں میں اتاریں، قرآن کو اپنا محبوب بنائیں، قرآن سے عشق کریں قرآن کو دیکھیں تو آنکھوں کو راحت ملے، قرآن کو پڑھیں تو لذت ملے اور قرآن کو سمجھیں تو کیفیت ملے۔ (خطاب بعنوان: قرآن اور فہم قرآن، دختران اسلام، مئی 2021ء)

اداریہ

سانحہ ماڈل ٹاؤن کی غیر جانبدار تفتیش کی راہ میں کون حائل ہے؟

17 جون 2021ء کو تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے کارکنان ورثاء کے ہمراہ شہدائے ماڈل ٹاؤن کی 7ویں برسی منا رہے ہیں۔7 سال ہونے کو ہیں مگر تنزیلہ امجد شہید اور شازیہ مرتضیٰ شہید سمیت ہمارے دیگر بھائیوں کے ورثاء کو انصاف نہیں ملا۔ یہ بات متعدد بار یہاں دہرائی جا چکی ہے کہ سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ میاں ثاقب نثار نے تنزیلہ امجد شہید کی بیٹی بسمہ امجد کو لاہور رجسٹری میں بلا کر ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا کہ ''آپ تعلیم حاصل کرنے کے حوالے سے اپنی ماں کے خواب کو تعبیر دیں انصاف دینا ہمارا کام ہے''۔ سابق چیف جسٹس کی اس کمٹمنٹ کو لگ بھگ دو سال گزر گئے مگر انصاف ملنا دور کی بات انصاف کی طرف کوئی پیش رفت بھی نہیں ہوئی۔ کسی ادارے کے سربراہ کی کمٹمنٹ درحقیقت اُس پورے ادارے کی کمٹمنٹ ہوتی ہے۔ حیرت ہے اس انتہائی اعلیٰ بااختیار اور معزز ادارے کی طرف سے اس کمٹمنٹ کو پورا نہیں کیا گیا۔ سابق چیف جسٹس آف سپریم کورٹ کی اس کمٹمنٹ کے بعد مظلوموں کو انصاف ملنے کی اُمید پیدا ہوئی تھی مگر افسوس یہ اُمید عمل کے قالب میں نہ ڈھل سکی اور شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء انصاف کی فراہمی کے حوالے سے 17 جون 2014ء کے دن جس پوزیشن پر کھڑے تھے آج بھی اُسی پوزیشن پر کھڑے ہیں۔ انصاف کے حوالے سے کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔ یہاں اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ 17 جون 2014ء کے دن سے لے کر آج تک شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء غیر جانبدار تفتیش کا حق مانگ رہے ہیں جو نہیں دیا جا رہا۔ یہ بات باعث حیرت ہے کہ ملکی تاریخ کا ایک ایسا روح فرسا سانحہ جس میں 14 بے گناہوں کو دن دہاڑے میڈیا کے کیمرے کی آنکھ کے سامنے خون میں نہلا دیا گیا، آخر ان کے قاتلوں کو قانونی طریقہ کار کے مطابق بے نقاب کئے جانے کی راہ میں کون رکاوٹ ہے؟ آخر غیر جانبدار تفتیش کیوں نہیں ہونے دی جا رہی؟ کس کوکس کے بے نقاب ہونے کا خوف لاحق ہے؟ ہم سمجھتے ہیں اُس وقت کے وزیراعظم اور آج کے سزا یافتہ مجرم میاں نواز شریف اور ان کے چھوٹے بھائی میاں شہباز شریف جو اس وقت وزیراعلیٰ پنجاب تھے نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کا ''خونی پلاٹ'' تیار کیا تھا۔ جسے بعدازاں اس وقت کے آئی جی پنجاب مشتاق سکھیرا اور اس وقت کے وزیر قانون پنجاب رانا ثناء اللہ نے اپنے درجنوں کٹھ پتلی پولیس افسران سے مل کر پایہ تکمیل کو پہنچایا، سانحہ ماڈل ٹاؤن برپا کئے جانے کے پس پردہ ایک ہی مقصد تھا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو پاکستان میں ظلم کے نظام کے خلاف سیاسی جدوجہد کرنے سے ہر صورت روکنا ہے۔ آج بھی شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی غیر جانبدار تفتیش مکمل کروائی جائے اور اس کی رپورٹ انسداد دہشت گردی عدالت لاہور میں جمع کروائی جائے۔ دسمبر 2019ء میں سپریم کورٹ کے لارجر بنچ کے روبرو سانحہ ماڈل ٹاؤن کی ازسرنو تفتیش کا فیصلہ ہوا جس پر ورثاء کی طرف سے اطمینان کا اظہار کیا گیا، اس فیصلے کے ساتھ سپریم کورٹ کے معزز جج نے شیخ الاسلام سے کہا کہ غیر جانبدار تفتیش کے حوالے سے مطالبہ مان لیا گیا لہٰذا احتجاج ترک کر کے ساری توجہ قانونی جدوجہد پر مرکوز کی جائے۔ الحمدللہ عدالت کے فلور پر احتجاج نہ کرنے کا جو وعدہ کیا گیا تھا اُس پر آج بھی قائم ہیں مگر انصاف کی فراہمی کے حوالے سے جو وعدہ اس ملک کی سب سے بڑی عدالت کے سب سے بڑے جج نے مظلوم بیٹی بسمہ امجد کے ساتھ کیا تھا اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کا آج بھی ایک ہی مطالبہ ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی غیر جانبدار تفتیش کروائی جائے۔ ''میں کس کے ہاتھ پر اپنا لہو تلاش کروں ......تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے''

فکرِ شیخ الاسلام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ

ام المومنین عملی زندگی میں دین کا عظیم الشان نمونہ تھیں

خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

ام المومنین حضرت عائشہؓ کا خدمت دین کے باب میں کردار اور مقام و مرتبہ کیا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ دین پر استقامت اور ریاضت و مجاہدہ میں آپ کو کتنا تمکن حاصل تھا۔ خدمت دین اس وقت تک مقبول اور مبارک نہیں ہوتی جب تک دین کی خدمت کرنے والے خود اپنی زندگی سیرت و کردار کو اور اپنے شب و روز کو عملی نمونہ نہ بنالیں۔ ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضور نبی اکرم ﷺ کی مقبول ترین زوجہ مطہرہ تو تھیں مگر خود وہ اپنی عملی زندگی میں دین کا عظیم الشان نمونہ تھیں۔ یہاں آپ کی حیات مبارکہ چند گوشے اختصار کے ساتھ بیان کیے جارہے ہیں جس کی روشنی میں آپ کے کردار کے مبارک پہلو کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

حضرت عائشہؓ عبادت و ریاضت کا پیکر:

آپؓ کا ذوق عبادت اور ریاضت و مجاہدہ اس قدر بلند مرتبے کا تھا کہ نماز میں طویل قیام فرماتیں۔ جس کو احمد بن حنبل نے اپنی المسند میں نقل کیا ہے۔ اس طرح نفلی نمازیں ادا کرتیں تو قرات کے دوران جب آیت وعید کا ذکر آتا آپ پر گریہ و زاری طاری ہوجاتی، آپ ان کا تکرار کرتیں۔ نماز کے بعد دیر تک آپ پر گریہ کی کیفیت طاری رہتی۔ فرض نمازوں کا یہ عالم تھا کہ آپ اکثر و بیشتر نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرتیں۔ وہ یوں کہ مسجد نبویؐ کے ساتھ آپؓ کا حجرہ مبارک متصل تھا۔ امام کی آواز آتی تھی سو مسجد نبوی کے امام کی اقتداء میں متصل اپنے حجرہ مبارک میں نماز ادا کرتی تھیں۔ جب خواتین زیادہ جمع ہوجاتیں تو الگ سے اہتمام کرتیں اور خود صف کے وسط میں قیام فرما کر انہیں نماز پڑھاتیں۔ آپ صائم الدھر تھیں اکثر و بیشتر روزے کا اہتمام فرماتیں۔ سخت گرمیوں میں بھی نفلی روزہ ترک نہ کرتیں۔ امام احمد بن حنبل نے المسند، امام ابن سعد طبقات میں آپ کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ گھر پر تھیں، حج پر نہیں گئی تھیں نویں ذوالحج تھی۔ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق روزہ رکھا تھا کیونکہ سخت گرمی تھی۔ آپ اپنے اوپر پانی گرا رہی تھیں۔ آپ سے

> آپ کا حجرہ مبارک اس امت کا سب سے بڑا مدرسہ، حدیث و سنت تھا۔ جہاں علم، فقہ، علم، حدیث، علم قرآن، علم تفسیر کے چشمے بہتے تھے۔ صحابہ کرام تابعین عظام مختلف شہروں سے اطراف عالم سے سفر کر کے آپ سے اکتساب فیض کرتے

افطار کر لینے کا کہا گیا فرمایا: میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔ جو لوگ حج پر نہ گئے ہوں ان کے لیے یوم عرفہ کا روزہ پچھلے پورے سال کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔

عبادت میں کوئی ایک فضیلت کا امر اپنی حیات میں ترک نہ کرتی تھیں۔ حتی کہ سفر میں بھی روزہ ترک نہ کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ نے جہاد کو افضل ترین اعمال قرار دیا ہے۔ کیا ہم جہاد نہ کیا کریں؟ یعنی شوق جہاد پیدا ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: سب سے افضل عبادت حج مبرور ہے دوسری روایت میں ہے۔ حج و عمرہ افضل عبادت ہے آپ اس پر اکتفاء کریں۔ اسی طرح آپ کی حیات طیبہ میں اور عادت مبارک میں جود وسخا کمال درجے کا تھا۔ تھوڑا زیادہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دست مبارک تک پہنچ جاتا یا آپ کی ملکیت میں آجاتا اسی وقت خیرات کر دیتیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے فرمان کو اکثر بیان فرماتیں۔ ''دوزخ کی آگ سے بچاؤ اختیار کرو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کی خیرات کے ذریعے سے ہو۔'' حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد خلفائے راشدینؓ کے زمانے میں بہت فتوحات ہوئیں۔ اموال کثرت سے آنے لگے جو مال آپؓ کے حصے میں آئے آپ اس مال کو اسی لمحے خرچ کر دیتیں۔

امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں بیان فرمایا ایک مرتبہ ایک لاکھ درہم آپ کے حصہ میں آئے۔ آپ نے سورج غروب ہونے سے پہلے پورا ایک درہم خیرات کر دیا۔ ایک روز آپ کی خادمہ نے عرض کیا: حضور اگر آپ ایک درہم بچا کر رکھ لیتی اس سے ہمارے لیے کچھ گوشت آجاتا۔ فرمایا: بیٹے! اگر مجھے پہلے بتادیتیں تو میں بچا لیتی۔

زہد و ورع:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی زہد و ورع بھی کمال درجے کا تھا آپؓ نے پوری حیات مبارکہ میں فرائض و واجبات اور سنن کا پوری صحت سے اہتمام کیا اور شبہات سے بچیں۔ ایک روز ایک نابینا شخص سوال کرنے کے لیے آیا تو آپؓ نے اس سے پردہ کر لیا جس پر آپؓ سے کہا گیا کہ وہ تو دیکھتا نہیں اس پر آپؓ نے فرمایا کہ میں تو دیکھتی ہوں۔

آپؓ کے حجرہ مبارک میں آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر انور تھی۔ بعد ازاں حضرت صدیق اکبرؓ بھی وہاں مدفون ہوئے جب سیدنا فاروق اعظمؓ تو آپ پردے کا زیادہ اہتمام کرتیں کیونکہ وہ آپ کے لیے نامحرم تھے اس سے آپ کے اعتقاد کا اندازہ ہوتا ہے کہ صاحب مزار حاضر ہونے والے کو دیکھتا ہے۔

دعوت و تبلیغ:

اس طرح دعوت و تبلیغ میں آپ کا کردار بڑا نمایاں تھا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بڑا اہتمام کرتیں، جب کسی کے عمل میں کوئی کمی بیشی آپ مشاہدہ فرماتیں اسی وقت اس کو حکمت و بصیرت اور محبت سے اصلاح اور تربیت کرتیں۔ آپ کا علم دین اتنا وسیع تھا کہ جس قرآن کے علم، علم التفسیر، علم الحدیث، علم فقہ میں گہرائی و گیرائی، عربی ادب، شعر و نثر، علم

ایک مرتبہ گھر پر تھیں، حج پر نہیں گئی تھیں نویں ذوالحج تھی۔ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق روزہ رکھا تھا کیونکہ سخت گرمی تھی۔ آپ اپنے اوپر پانی گرا رہی تھیں۔ آپ سے افطار کر لینے کا کہا گیا فرمایا: میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔ جو لوگ حج پر نہ گئے ہوں ان کے لیے یوم عرفہ کا روزہ پچھلے پورے سال کے لیے کفارہ بن جاتا ہے

میراث، علم تاریخ، علم انساب، علم طب پر کمال درجے کی مہارت رکھتیں۔ علم میں آپ کا درجہ صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ میں بلند تھا۔ ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں۔

جسے امام ترمذی نے روایت کیا جب بھی صحابہ کرامؓ کو علمی مسائل میں اشکال ہوتا اور کسی سے کوئی حل نہ ہو رہا ہوتا تو آپؓ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اس مسئلہ کو حل فرمادیتیں۔ آپ کے دروازے پر علم کا کوئی طلبگار بھی آتا مشکل حل کروائے بغیر واپس نہ جاتا۔ جلیل القدر صحابہ بھی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور آکر سوال کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت ابوہریرہؓ آپ سے اخذ فیض، استفادہ اور مسائل دریافت کرتے۔ اس وجہ سے 100 سے زائد صحابہ کرامؓ، تابعین عظام نے آپ سے علم اور احادیث نبوی روایت کی ہیں۔ آپ کا درجہ صحابہ اور صحابیات میں استاذ کا تھا۔

امام زہری فرماتے ہیں آپؓ کے علم کو جملہ خواتین علماء کے علم کے ساتھ سے موازنہ کیا جائے بلکہ سب کے علم کو جمع کرلیا جائے تو بھی حضرت عائشہؓ کا علم ان سب سے وسیع تر ہے۔ امام بدرالدین زرکشی نے الاجابہ کے نام سے کتاب لکھی جس میں آپ کی دقت علم کو بیان کیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے عین الصحابہ کے نام سے ایک رسالہ رقم فرمایا ہے آپ کے علم کی گہرائی، گیرائی، فقہ اجتہاد علم کا بیان کیا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو آپ کا ہی حجرہ مبارک محبط وحی تھا اکثر و بیشتر نزول وحی آپ کے ہی حجرہ مبارکہ میں ہوتا۔ اسی وجہ سے آپ صحابہ کرام تابعین عظام کے لیے معلّمہ تھیں۔ آپ مفسرہ، محدثہ، مجتہدہ، فقیہہ، زاہدہ، عابدہ، طیبہ طاہرہ تھیں۔ پوری امت مسلمہ کی ماں ہیں۔ آپ کا شمار کبار حفاظ حدیث وسنت میں ہوتا ہے۔ آپ پردہ کے پیچھے سے تعلیم دیتی تفسیر پڑھاتیں، حضور علیہ السلام کی حدیث روایت کرتیں۔

آپ کی حیات طیبہ میں اور عادت مبارک میں جود وسخا کمال درجے کا تھا۔ تھوڑا زیادہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دست مبارک تک پہنچ جاتا یا آپ کی ملکیت میں آجاتا اسی وقت خیرات کردیتیں

سنت نبوی کے احکام سمجھاتیں، استنباط اور اجتہاد کے ذریعے پوری امت کی رہنمائی فرماتیں۔ آقا علیہ السلام کے وصال کے بعد کم و بیش 50 برس تک حضور علیہ السلام کی سنت کو امت تک پہنچایا، حدیث نبوی کی تعلیم دی۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی مرویات 2210 ہیں یہ مسند عائشہ ہیں۔ اس میں متفق علیہ 174 ہیں جو بخاری اور مسلم دونوں میں روایت ہوئی ہیں۔ بقیہ میں سے صحیح بخاری میں 54 اور صحیح مسلم میں 69 بیان ہوئی ہیں۔ بقیہ حدیث دیگر کتب احادیث ہیں۔

اگر آپ کی مرویات نہ ہوتیں تو سنت نبوی کا بہت بڑا حصہ امت کو معلوم نہ ہوسکتا۔ خاص کر سنت فعلیہ کا حصہ، آپ کا حجرہ مبارک اس امت کا سب سے بڑا مدرسہ، حدیث و سنت تھا۔ جہاں علم، فقہ، علم، حدیث، علم قرآن، علم تفسیر کے چشمے بہتے تھے۔ صحابہ کرام تابعین عظام مختلف شہروں سے اطراف عالم سے سفر کرکے آپ سے اکتساب فیض کرتے۔ آپؓ کا فیض آج بھی امت کو جاری ہے۔ آج بھی عالم رؤیا میں ام المومنین حضرت صدیقہ حدیث کی اجازت فرماتیں ہیں حدیث کی سند حدیث کا سبق دیتی اور حدیث کا سبق سنتی ہیں۔ بخاری و مسلم کی کتب کی اجازت اور سند خود دیتی ہیں۔ آج بھی آپ کا فیض امت محمدیﷺ میں جاری و ساری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک یہ طریق جاری رہے گا۔

آپ نے حدیث میں روایت بالمعنی کا طریق

اختیار نہیں اپنایا بلکہ روایت بالفظ پر تمسک کیا۔ ضبط الفاظ حدیث کا بڑی اہتمام کیا۔ امت کی سب بڑی فقیہ تھیں۔ کبار مجتہدین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ صحابہ کرامؓ کی طرف سے آپ سے فتویٰ طلب کیا جاتا احکام میں اجتہاد اور استنباط کرتیں، آپ نے بہت سے شاگرد چھوڑے جن میں عروہ بن زبیرؓ ہیں جنہیں عالم المدینہ کا لقب دیا جاتا تھا یہ آپ کے بھانجے اور حضرت اسما بن ابی بکر کے صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے طویل عمر آپ کی صحبت میں رہ کر اخذ علم اور اکتساب فیض کیا اور مدینہ طیبہ کے سب سے بڑے عالم بنے۔ اس طرح آپ کے تلامذہ میں حضرت قاسم بن ابی بکر آپ کے بھتیجے ہیں جو اتنے بڑے زاہد اور اتنے بڑے صوفی زہد و ورع کے پیکر تھے کہ دور دراز سے تابعین چل کر آپ سے اکتساب فیض کے لیے تشریف لاتے۔

آپ کے معمولات کو دیکھ کر دین سیکھتے۔ یہ قاسم بن محمد بن ابی بکر وہ ہستی آپکے درس کے دوران جن کی مسجد نبوی میں مسند حدیث تھی اور مسجد نبوی بھری رہتی تھی۔ طلبہ ان سے حدیث کا درس لیتے یہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے فیض کے قاسم ہیں۔ بعد ازاں ان کی مسند پر عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر بیٹھے۔ انہوں نے علم حدیث کے چشمے بنائے۔ یہی وہ نشست ہے جس پر بعد ازاں امام مالک بیٹھے۔ آپ کے تلامذہ میں ان تابعین کے علاوہ سعید بن میسّب جیسی جلیل القدر ہستیاں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عامر حضرت مسروق بن اجداء بھی ہیں۔ آپ سے حضرت عکرمہ نے بھی براہ راست اخذ علم اور اکتساب فیض کیا۔

اسی طرح خواتین میں بھی بہت سی مفسرہ، محدثہ اور فقیہہ ہوئیں جن کے ذریعے آپؓ نے امت میں علم کے چشمے اور دریا بہائے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں میں امت میں کسی ایسی عالمہ، محدثہ، فقیہا، مفسرہ سے واقف نہیں ہوں جن کا علم حضرت عائشہؓ جتنا ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں

جب بھی صحابہ کرامؓ کو علمی مسائل میں اشکال ہوتا اور کسی سے کوئی حل نہ ہو رہا ہوتا تو آپؓ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اس مسئلہ کو حل فرما دیتیں۔ آپ کے دروازے پر علم کا کوئی طلبگار بھی آتا مشکل حل کروائے بغیر واپس نہ جاتا

انہوں نے آقا ﷺ سے علم کا بہت سا حصہ یاد کرلیا اور 50 برس تک اس نبویؐ علم کی امانت امت کو پہنچاتی رہیں اور کثیر تعداد میں خلق نے آپ سے اخذ علم کیا اور استفادہ کیا۔ اور دین کے احکام و اداب سیکھے اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں شریعت کے کم و بیش ایک چوتھائی احکام ام المومنین حضرت عائشہ صدیقؓ سے مروی ہیں۔ آپ سے استفادہ کرنے والے جلیل القدر تلامذہ کا عدد88 ہے۔ جیسے خلق کثیر کہا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ بنت طلحہؓ کہتی ہیں کہ آپ مرجع خاص و عام تھیں ہر شہر سے طالبان علم سفر کرکے آپ کی بارگاہ میں آتے۔ امام بخاری نے الادب المفرد میں کہاں ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ چشمہ علم محمدی ﷺ تھیں۔ آپ نے حضور ﷺ کے علم کے دریا بہا دیئے۔ کتب حدیث آپ کی مرویات سے معمور ہیں۔ نسلاً بعد نسل امت کے علماء، محدثین، مجتہدین، فقہاء بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ سے فیض لیتے رہے۔ دین میں آپ کی خدمات کا یہ عالم ہے کہ آپ ام المومنین تو ہیں ہی مگر محسنہ المومنین بھی ہیں۔ علم کے باب میں پوری امت کی سرپرستی فرمانے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ سے اکتساب فیض کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے علم سے حاصل ہونے والے نور سے اپنی زندگیوں کو منور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

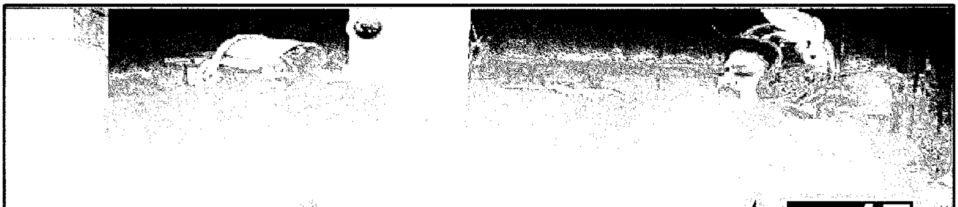

17 جون 2014ء پولیس کا شبِ خون اور القادریہ کی اندرونی کہانی

عظیم کارکنان نے عظیم قائد کے خاندان کو نقصان پہنچانے کے ناپاک اِرادے خاک میں ملا دیے

محمد شفقت اللہ قادری

17 جون 2014ء القادریہ ہاؤس، رہائش گاہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری پر ریاستی حملے کے وقت حرمت کدہ قائدِ عزیمت، قائدِ انقلاب القادریہ (ماڈل ٹاؤن لاہور) کے اندر حضور شیخ الاسلام کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادگان ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا عزم و استقلال، جرأت اور استقامتِ ایمانی قطعی اور انقلابی تھی۔ جدید آتشیں اسلحہ اور بکتر بند گاڑیوں کی بہتات، آنسو گیس کی شدید شیلنگ، گولہ بارود کی گھن گرج اور بیت القادریہ کے باہر اندوہ آگیں سنگین صورتِ حال اندرون خانہ خانوادہ قائدِ انقلاب کے پائے استقامت میں معمولی لرزش بھی پیدا نہ کرسکی۔ آپ کے صاحبزادگان کے بالخصوص اور دیگر مستوراتِ خانہ کے بالعموم حوصلے بلند اور ارادے چٹانی نظر آئے۔

قارئین کرام! بیت القادریہ کے اَطراف و اَکناف میں شدید جنگ کی سی کیفیت تھی، آنسو گیس کی شدید شیلنگ اور بلا تعطل اندھا دھند فائرنگ سے باہر کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔ تاہم اندرونِ خانہ بھی صورتِ حال کچھ زیادہ مختلف نہ تھی۔ آنسو گیس کے باعث سانسوں میں خاصی دقت کا سامنا تھا، چند انتہائی قریبی اعزا و اقارب جن میں میں بھی شامل تھا، سنگینی حالات کے تحت خانوادہ شیخ الاسلام پر آنے والے ہر حالات سے نبرد آزما ہونے کے لیے پوری طرح کمربستہ تھے۔ جہاں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اپنی والدہ صاحبہ اور دیگر فیملی کے ہمراہ قیام پذیر تھے، ان کے درمیان اور حملہ آوروں کے درمیان ایک دیوار اور مین سڑک پر واقع ایک آہنی گیٹ تھا جو شدید اور بلاتعطل سیدھی گولیاں چلنے کے باعث پوری طرح چھلنی ہو چکے تھے اور باہر سرکاری، سفاک گماشتوں نے قائد ہاؤس میں داخل نہ ہونے دینے کی پاداش میں جذبہ شہادت سے سرشار قائد کی دو تحریکی بیٹیاں شدید فائرنگ کرکے شہید کردی تھیں۔ اس کا زمانہ گواہ ہے اور میڈیا ہر لحاتِ شہادت محفوظ کرچکا تھا۔ ایک لمحہ ایسا بھی آیا کہ عرش بھی کانپ گیا ہوگا، وقت کی ساعتیں رک سی گئی ہوں گی اور ایک دفعہ تو کراماً کاتبین دو معتبر بزرگ فرشتے جو ہر انسان کے اعمالِ بد اور اعمالِ صالحہ تحریر کرتے ہیں، ان کے دستِ عدل و انصاف سے قلم تھرا گیا ہوگا۔

یہ قابلِ ذکر اور انتہائی قابلِ فخر لحات تھے جب باہر حملے کی شدت اور آہنی گیٹ اور قفل ٹوٹ جانے اور درمیانی حدِ فاصل دیوار کا چھلنی ہوجانا معلوم کرکے بھی! صاحبزادگانِ قائدِ انقلاب اور محترمہ امی حضور (مادرِ ملت منہاج) کے صبر و استقلال میں لرزش نہ آنے پائی۔ صاحبزادگان قائد انقلاب کی ہو بہو تصویرِ جرأت و استقامت بنے بلند حوصلگی سے تحریکی ورکرز کے لیے نہ صرف فکر مند رہے بلکہ تحریکی بیٹے بیٹیوں کی شہادتوں کا غم اہل خانہ پر انتہائی گراں گزر رہا تھا۔ تاہم صاحبزادگان نے حکمِ قائد محترم پر گارڈ کو جوابی فائرنگ نہ کرنے اور کوئی غیر قانونی اقدام نہ اٹھانے کی دانش مندانہ ہدایات جاری کر رکھی تھیں جس

ایک لمحہ ایسا بھی آیا کہ عرش بھی کانپ گیا ہوگا، وقت کی ساعتیں رک سی گئی ہوں گی اور ایک دفعہ تو کراماً کاتبین دو معتبر بزرگ فرشتے جو ہر انسان کے اعمالِ بد اور اعمالِ صالحہ تحریر کرتے ہیں، ان کے دستِ عدل و انصاف سے قلم تھرتھرا گیا ہوگا

کے باعث چابک دست، مکار، عیار، گراوٹ کی انتہائی پستی میں گرے بدبخت، غلیظ، اسلام دشمن، گھمنڈی عناصر نے جب ناجائز خون کی ہولناکی کے باعث سیکڑوں جوانوں کے گرتے لاشے دیکھے اور سمجھا کہ شیخ الاسلام کے خانوادہ کے پائے استقامت میں ہلکی سی بھی جنبش ولرزش نہ آنے پائی تو باطل کے قدم اکھڑ گئے۔ حکومتی گماشتوں کے پسینے چھوٹ گئے۔

صاحبزادگان القادریہ ہاؤس کے اطراف و اکناف حملے کے معاً بعد حالات کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے بلند حوصلے اور ضبط وتحمل کے دامن کو تھامے ہوئے زخمیوں اور شہیدوں کو ہسپتال میں ہر صورت پہنچانے کے احکامات صادر فرما رہے تھے۔ صاحبزادگان کے دل اور ارادے مضبوط مگر دو شہید بیٹیوں اور دیگر جوان اور بوڑھے شہداء کی اختیاری شہادت پر آنکھیں اشک بار تھیں۔ یہ بات خاص قابلِ صد ستائش ہے کہ قائدِ عظیم المرتبت کے صاحبزادگان اور اہلیہ محترمہ کی ہمت، استقامت، ثابت قدمی بے مثل اور شیخ الاسلام کی انقلابی روحانی اور عملی تربیت کی آئینہ دار تھی۔ ادھر محترمہ امی حضور (اہلیہ محترمہ قائد انقلاب) رقت قلبی کے باعث غم سے نڈھال تھیں۔ تنزیلہ باجی شہید اور شازیہ مرتضٰی شہید کی پرعزم اور دلیرانہ شہادت نے جہاں صدمے سے دوچار کیا وہاں ایک اور آفت بھی نظر آئی جب باہر سے ایک خبر آئی کہ آہنی گیٹ ٹوٹنے کے بعد پولیس کے گماشتے پوری طاقت کے ساتھ قائد انقلاب ہاؤس میں گھس آئے ہیں۔ خدا شاہد ہے کہ صاحبزادگان کے ساتھ اور محترمہ امی حضور کے ساتھ قریبی خونی اعزہ و اقارب نے اپنے جواں سالہ بیٹوں کے ہمراہ صاحبزادگان اور بیگم صاحبہ سے بھی پہلے اپنی شہادت دینے کا مصمم ارادہ کرلیا تھا۔ صاحبزادگان اور قبلہ حضور کی فیملی کے چہروں پر ایک خاص اطمینانِ قلب اور ارادوں میں مرتضائیت مگر خون ناحق پر کرب اور غمناکی نمایاں تھی۔ شہداء اور زخمیوں کی فکر کھائے جارہی تھی۔ ہم پوری طرح باوضو ہوکر شہادت کے لیے تیار اور محو درود پاک تھے۔

راقم عینی شاہدِ موقع ہے اور خدا اور رسول ﷺ گواہ ہیں کہ قائد محترم کو اپنے صاحبزادگان اور فیملی کی قطعی فکر لاحق نہ تھی۔ مسلسل خرم نواز گنڈا پور صاحب اور دیگر ذرائع سے شہید اور زخمی تحریکی بیٹوں اور بیٹیوں کی بابت دریافت کررہے تھے۔ شہداء کے گرتے ہوئے لاشوں پر کرب ناک اور غم ناک تھے، زخمیوں کی فکر مضطرب کررہی تھی۔ انتہائی نڈھال دکھائی دیئے۔ ٹیلی فون پر باطل سے نبرد آزمائی پر خراج تحسین پیش کررہے تھے۔ خدا شاہد ہے کہ ایک ایسا لمحہ بھی آیا کہ معلوم ہوا کہ پولیس اسلحہ لے کر اندر کمرے میں آگئی ہے۔ والدہ محترمہ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری جو عبایا میں مکمل طور ملبوس باوضو پاس ہی تھیں یکدم صاحبزادگان پر گرگئیں اور مخاطب ہوئیں: ظالم! بدبختو! خدارا! میرے دونوں بیٹوں سے پہلے مجھے شہادت دو، میری بیٹیوں کو شہید کیا ہے مجھے بھی شہید کریں۔ وقت کے فرعونو! یزیدی سوچ کے علمبردارو! ہم قائد انقلاب کے اہل خانہ ہیں، ہم کربلا کے مسافر ہیں، ہماری منزل گنبد خضرا ہے، ہمارے بیٹے امام عالی مقام کے غلام اور قائد انقلاب کے قابلِ فخر سپوت ہیں، قائد کی بیٹیاں خطیبِ شام کی باندیاں اور زہرا بتول کی کنیزیں ہیں، شہادت ہمارا فخر ہے، یہ یزیدی اُوچھے ہتھکنڈے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

شیخ الاسلام مسلسل اپنے تحریکی بیٹے بیٹیوں کی لمحہ بہ لمحہ ڈھارس بندھاتے رہے۔ وہ کلمہ پاک اور درود و سلام کی کثرت کا حکم دے رہے تھے۔ خدا گواہ ہے کہ اتنے بڑے معرکہ اور پرخطر اچانک حملے پر تحریکی احباب سے فرمارہے تھے: خدا کی قسم! میرا دل جہاں اس اندوہ آگیں اور غم ناک یوم سیاہ پر خون کے آنسو رو رہا ہے وہاں میں دونوں جہانوں میں اپنے

تحریکی بیٹے اور بیٹیوں کی ناقابلِ فراموش قربانی پر انہیں صد بار چومتا ہوں۔ مبارک باد دیتا ہوں۔

اسی وقت گنڈا پور صاحب نے خبر دی کہ تنزیلہ باجی اور شازیہ مرتضٰی باجی کی پرعزم اور دلیرانہ شہادت اور شہید نوجوانوں کے لاشوں نے شہبازی ونوازی فورسز کے قدم اکھاڑ دیئے ہیں، ہمارے نہتے قائد کے انقلابی بیٹے بیٹیوں نے ابن ملجم (سابقہ وزیر قانون) کے دانت کھٹے کردیئے ہیں، اتنی بڑی طاغوتی، فرعونی اور قارونی طاقت گھٹنے ٹیک کر پسپائی کے باعث دم دبا کر دوڑ گئی ہے۔ ظالم کی پسپائی کے بعد صاحبزادگان کی امامت میں ہم نے نماز ظہر ادا کی۔ خالق کے حضور حاضری کے بعد صاحبزادگان خود باہر گئے، شہدا کے معصوم لاشے اور زخمیوں کو خصوصی انتظامات کے بعد ہسپتالوں میں بھیجا گیا اور چوبیس گھنٹے اپنی انتھک ٹیم اور دلیر ورکرز جن میں ویمن لیگ بھی تھی، خودنگرانی فرمائی۔ خواتین شہدائے اِنقلاب کی تجہیز وتکفین اور معاملات کی نگرانی اہلیہ محترمہ قائد انقلاب امی حضور نے خود فرمائی۔ آپ کی بیٹیاں ہسپتالوں میں زخمیوں کی عیادت کرتی رہیں۔ صاحبزادگان نے اپنے شہیدوں کے جنازے منہاج القرآن سیکرٹریٹ کے سبزہ زار میں پڑھائے۔

قبلہ شیخ الاسلام کینیڈا سے خصوصی دعائیں کرتے رہے اور مسلسل مرد و زن شہداء کے لواحق ورثا کو خراج تحسین پیش کرتے رہے۔ جی ہاں! سانحہ ماڈل ٹاؤن کی نئی تاریخ شہدائے اِنقلاب کے مطہور و باوفا خون سے رقم ہوچکی۔

قائدعظیم المرتبت شیخ الاسلام کی حکمت و دانش اورنگاہ دور اندیشی کے باعث اور دعائے مستجاب کے طفیل چودہ لاشے شہدائے اِنقلاب کے اور سو سے زائد جواں ہمت قائد انقلاب کے روحانی بیٹے اور بیٹیوں کے گولیوں سے چھلنی فولادی اور انقلابی اجسام ہزارہا یزیدی سوچ و ارادوں کے حامل سفاک سرکاری وفادار باوردی گلوبٹوں اور کم ظرف جلادوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن گئے اور خانوادہ قائدعظیم کو مٹانے کے ناپاک ارادے خاک میں ملا دیے۔ چندکلومیٹر کے فاصلے پر

راقم عینی شاہدِ موقع ہے اور خدا اور رسول ﷺ گواہ ہیں کہ قائدمحترم کو اپنے صاحبزادگان اور فیملی کی قطعی فکر لاحق نہ تھی۔ مسلسل خرم نواز گنڈا پور صاحب اور دیگر ذرائع سے شہید اور زخمی تحریکی بیٹوں اور بیٹیوں کی بابت دریافت کررہے تھے۔

اقتدارِ قارونیت کے نشے میں چور، بدمست یزیدی نظریات و افکار کا آئینہ دار، بادشاہتِ شریفیہ کا کپوت ناحق شناس ابن زیاد ثانی جو اپنی کمین گاہ میں بیٹھا خانوادہ شیخ الاسلام کے نیست و نابود کی خبروں کا منتظر تھا، اسے اتنے بڑے لاؤ لشکر جدید آتشیں اسلحے اور سامان حرب اور سوچی، سمجھی منصوبہ بندی کے باوجود ذلت و رسوائی اور ناکامی کے صدمے سے دوچار ہونا پڑا۔ اُس کے چندخفیہ مضمرمحرکات اور ہاتھوں کی قلعی کھل گئی۔

خصوصی دعا: اِلتجائے مظلومین

قارئین ذی وقار! راقم نے تفصیلی مشاہداتی حق گوئی پرمبنی عمومی داستان سترہ جون 2014ء اورخصوصی تناظر سانحہ ماڈل ٹاؤن میں اندرونی داستان حرم سرائے شیخ الاسلام دامن قرطاس پر مزیّن کی ہے اور آخر میں خصوصی دعا اور التجائے مظلومین قرآنی احکاماتِ الٰہیہ کی روشنی آپ کی خصوصی توجہ کی منتظر ہے:

مالك يوم الدين، رب مظلومیں، خالق کائنات کے حضور دست بستہ تہی دامن خصوصی التجا ہے کہ اے رب مظلومین! المقسط القہارتو نے قرآن عظیم میں فرمایا ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى. (البقرہ،۲:۱۷۸)

’’اے ایمان والو! تم پر ان کے خون کا بدلہ (قصاص) فرض کیا گیا ہے جو ناحق قتل کیے جائیں۔‘‘

اے مظلوموں کے رب! زبردست اور عدل کرنے والے! سترہ جون تیرے محبوب نورٌ علی نور، محمد رسول اللہ ﷺ کے

مہمان خانے منہاج القرآن میں جابر حکومت کے بدمست گماشتوں نے خانہ خدا اور گوشہ درود وسلام میں جوتوں سمیت گھس کر محو درود وسلام اور محو تلاوت قرآن ذاکرین کو روزے کی حالت میں جدید آتشیں اسلحہ سے اندھا دھند فائرنگ کر کے خون ناحق میں نہلا دیا۔ اے خالق عظیم! تیرے گھر مسجد کی بے حرمتی اور بے توقیری کی گئی کہ جب تیرے عباد ساجدین، صالحین تیرے اس درود وسلام میں مصروف تھے جس کے لیے تیرا حکم ہے:

اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. (الاحزاب، ۳۳:۵۶)

”بے شک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبیِ (مکرمّ ﷺ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔“

اے خالقِ ارض و سماوات! تیری سنت نعت محبوب ﷺ (درود وسلام) اور تیرا قرآن پڑھتے ہوئے بے گناہ ذبح کردیئے گئے تو ان کے قصاص (خون کے بدلے) میں اپنا حکم صادر فرما۔ ہم ناتواں اور کمزور ہیں، تیری دنیا میں سارے عادل منصف سوگئے ہیں۔ فقط تو حی القیوم ہے، نہ تجھے اونگھ آتی ہے اور نہ ہی تجھے نیند آتی ہے۔ دنیا کے منصفوں کو عدل و انصاف کی توفیق عطا فرمادے۔

اے منتقمِ حقیقی! خالقِ کائنات، خداوند ذو الجلال تو نے اپنی کتاب مبین میں فرمایا ہے:

وَاللهُ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ. (آل عمران، ۳: ۴)

”اور اللہ بڑا غالب انتقام لینے والا ہے۔“

رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِر. اے میرے پالن ہار، ہم لاچار ہیں ہماری مدد فرما اور سترہ جون کو ظلم کی آندھی چلانے والوں سے اپنے مظلوموں کا بدلہ لے۔ تجھے تیرے حبیب کا واسطہ، رب العالمین سانحہ ماڈل ٹاؤن کے مظلوموں کا اپنے دستِ قدرت سے بدلہ لے، ہم کمزور اور ناتواں ہیں، فقط تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔

اے قادرِ مطلق! تیرا حکم قرآنی ہے کہ:

اِنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدٌ. (الحج، ۲۲: ۱۷)

”بے شک اللہ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے۔“

تنزیلہ باجی اور شازیہ مرتضیٰ باجی کی پرعزم اور دلیرانہ شہادت اور شہید نوجوانوں کے لاشوں نے شہبازی و نوازی فورسز کے قدم اکھاڑ دیئے ہیں

اے ربِ عظیم! مظلومین پر تیری بادشاہت میں شب خون مارا گیا۔ تیرے عبد صالح، تیرے شب بیدار، تیرے خادم دین حق جسے تو نے اپنے فضل سے نابغہ عصر، خطیب العصر، مجتہد عظیم، مجدد عصر اور شیخ الاسلام کے القابات و انعامات سے نواز رکھا ہے، اس کے اور تیرے حبیب کے چاہنے والے مسکینوں اور تیرے اسلام کی نام لیوا پاکیزہ عفت مآب تیرے محمد طاہر کی روحانی بیٹیوں کو درود وسلام پڑھنے کی پاداش میں عبادت اور ذکر کی حالت میں سفاکی سے شہید کیا گیا۔ میرے خالق! بے شک تو ہر شے کا ہمہ وقت مشاہدہ فرما رہا ہے۔ اے رب کعبہ! ہمارے مظلومین کے قاتلوں کو اپنے عظیم مشاہدے کے باعث نشانِ عبرت بنادے تو تو ہر چیز پر قدرت اور دسترس رکھتا ہے۔

اے خبیر و علیم! آپ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ:

وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ. (سبا، ۳۴: ۲۶)

”اور وہ خوب فیصلہ فرمانے والا خوب جاننے والا ہے۔“

اے رب محمدؐ! آپ دلوں کے اندر ارادے سے بھی پہلے کے بھید اور رازوں سے باخبر ہیں۔ تجھے تیری شانِ علیمی کا واسطہ! ہمارے ظاہر اور چھپے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچادے۔ آمین

اے مستجیب الدعوات! آپ نے ہمیں اپنی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرنے کا قرینہ عطا کیا، دستِ طلب پھیلانے کا طریقہ سکھایا۔ جیسا کہ فرمایا:

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ.

”(اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔“ (الفاتحہ، ۱: ۴)

ہماری دعاؤں کو مستجابی عطا فرما، ہماری التجا قبول فرما، سانحہ ماڈل ٹاؤن کے چودہ شہید اور سو شدید زخمیوں کو

انصاف سے ہمکنار فرمادے، ہم تیرے ہی بتائے ہوئے طریقے سے تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ عطا کردے۔ اے حاکم الحاکمین! تیرا فرمان ہے کہ:

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ. (التین،۸:۹۵)

''کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے۔''

اے حاکم اعلیٰ! پوری خلقت تیری محکوم ہے، بے شک تو ہی حاکموں کا حاکم عظیم ہے۔ اے جبار متکبر! جن پنجاب کے جھوٹے حاکموں نے تیرے حکم کے خلاف تیرے منہاج القرآن کے تقدس کو پامال کیا، تیرے محبوب کے ذکر کی جگہ گوشہ درود و سلام کی بے توقیری کی۔ تیری بادشاہت اعلیٰ میں جھوٹے حاکمین نے تیری اور تیرے حبیب کی اطاعت اور تیرے احکامات کی حکم عدولی کی ہے۔ خالق تو نے فرعون کو عبرت سے غرقِ آب فرمایا، اپنے موسیٰ علیہ السلام کو سرخرو فرمایا۔ رب الارباب تو نے قارونِ وقت کو تکبر کے باعث اس کے خزانے سمیت زمین میں دھنسادیا۔ اے مالک الملک! تو حکم کُن سے پوری کائنات کی کایا پلٹ دینے والا ہے۔ مالکِ کُن تیراارادہ ہے اور فیکون تیرے ارادے کی تکمیل ہے۔

اے رب عظیم! تو نے اپنے برگزیدہ پیغمبر ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کے ظلم اور آگ سے کیسے بچایا؟ اور پھر تو اپنے تئیں خدا سمجھنے والے کافر کو ایک حقیر مچھر سے نشانِ عبرت بنادیا۔ خالق تیری شانِ عظیم کے صدقے جائیں قربان ہوں۔ جھوٹا خدائے زمانہ طلب سکون کے لیے لوگوں اور رعایا کی منت کرتا تھا کہ میرے سر میں جوتے مارو اور انعام حاصل کرو، خالق یہ تو ہی کررہا تھا۔ رب طاہر! فرید الدین کی دعاے مستجاب کے صدقے اپنے حکم کُن کی خیرات سے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہیدوں کو انصاف عطا کر۔

اے مالکِ روزِ جزا! تو نے حکم دیا کہ ہم تجھ سے طلب کریں ہم نے کہا:

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ. (الفاتحہ،۱:۵)

''ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔''

اے ہمارے پروردگار! آپ نے ہمیں منہاج القرآن (یعنی قرآن کے راستے) پر گامزن فرمایا۔ ہم تیرے فضل سے تیرے منہاج پر چل دیئے۔ خالق آپ نے پھر مانگنے کا حکم دیا:

صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ. (الفاتحہ،۱:۶)

''اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اِنعام فرمایا۔''

بس مالکِ عظیم! آپ نے منہاج لقرآن میں اپنا ایک انعام یافتہ عبدِ صالح عطا کردیا جسے تیری مخلوق عالمِ دین، حق کا ہے ولی طاہرالقادری کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس نے ہمیں تیری بندگی کا سلیقہ عطا کیا، اس نے ہمارے نوجوانوں کی جبینوں کو تیرے حضور سجدہ کی لذتوں سے روشناس کروایا۔ اس نے تیری اور تیرے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع میں پڑنے اور باطل کے آگے نہ جھکنے کا درس تیری عظیم کتاب المبین (قرآن کریم سے) دیا۔

اے رب رحمٰن، خالقِ صاحبِ قرآن! آپ نے حکم دیا:

غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ.

''ان لوگوں کا نہیں جن پر غضب کیا گیا ہے اور نہ (ہی) گمراہوں کا۔'' (الفاتحہ،۱: ۷)

اے خالقِ دو جہاں، رب المخلوقاتِ کُل، تیرے اور تیرے مصطفیٰ کے دین کی سرفرازی اور سربلندی کے لیے تیرے طاہر نے ہمیں گمراہی اور غضب ناکی کے راستے پر چلنے سے بچایا۔ ہمارے قلب و روح کو نزہت و ندرتِ کمال عطا کی۔ خالق و مالکِ روزِ محشر! خادم دین اسلام تیرے طاہر نے ہمیں تیرے راستے پر چلایا اور گمراہی اور غضب ناکی کے راستے سے روکا۔

اے رب ذوالجلال والاکرام! بیواؤں اور یتیموں کے ملجا و ماویٰ، آپ نے قرآن الفرقان جوحق اور باطل میں فرق کرنے والا تیرا اعظیم مجموعہ احکام ہے، اس میں ارشادفرمایا ہے:

وَمَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوۡدَهٗ يُدۡخِلۡهُ نَارًا خَالِدًا فِيۡهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ.

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کرے اسے وہ دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلّت انگیز عذاب ہے۔'' (النساء،۴: ۱۴)

یا مُذِل، یا اللہ (اے ذلت سے دو چار کرنے والے اللہ) تو شاہد صادق اور حاضر و ناظر ہے۔ اے قصاص فرض کرنے والے اللہ تو نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ط اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا. (بنی اسرائیل،۱۷: ۳۳)

''اور تم کسی جان کو قتل مت کرنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے سوائے جائز (قانونی) طریقے کے، اور جو شخص ظلماً قتل کر دیا گیا تو بے شک ہم نے اس کے وارث کو (قانونی ضابطے کے مطابق قصاص کا) اِختیار دیا ہے، لیکن لازم ہے کہ وہ (قصاص کے طور پر) قتل میں حد سے تجاوز نہ کرے، اِس لیے کہ درحقیقت اُسے (قانون کا) تعاون حاصل ہے۔''

یعنی کہ احکامِ قصاص کے تحت حکومتِ وقت ہر لحاظ سے مقتول کے ورثاء کی مدد اور حمایت کی ذمہ دار ہوگی۔ خالق کائنات! سترہ جون کو قتلِ ناحق کے لیے صریحاً (کھلم کھلا اعلانیہ) تیری حدود قرآنی سے تجاوز اور تیرے احکامات کی خلاف ورزی کی گئی۔ رب مظلومین! اپنا وعدہ عذاب پورا فرمادے۔ شہداء کے یتیم بچے اور بیوگان تیرے وعدہ عبرتِ ظالمین کے لیے تیرے حضور سراپائے التجا ہیں۔ مولائے کائنات قاطعِ حدود اللہ کو کیفر کردار تک پہنچادے۔ آمین۔ خداوند قدوس تیرا حکم ہے:

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا

''اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اسکی سزا دوزخ ہے کہ مدتوں اس میں رہے گا اور اس پر اللہ غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس نے اس کے

قائدعظیم المرتبت شیخ الاسلام کی حکمت و دانش اور نگاہ دور اندیشی کے باعث اور دعائے مستجاب کے طفیل چودہ لاشے شہدائے اِنقلاب کے اور سو سے زائد جواں ہمت قائد انقلاب کے روحانی بیٹے اور بیٹیوں کے گولیوں سے چھلنی فولادی اور انقلابی اجسام ہزار ہا یزیدی سوچ و ارادوں کے حامل سفاک سرکاری وفادار باوردی گلو بٹوں اور کم ظرف جلادوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن گئے

لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' (النساء،۴: ۹۳)

اے میرے ربِ جبار و قہار! تیرے حکم سے ظالمین پر دنیا لعنت تو بھیج رہی ہے مگر خالق! ظالم قاتلین دندناتے اور اتراتے پھرتے ہیں۔ ظالمین کی دراز رسی کاٹ دے۔ رب تعالیٰ یہ دنیا ہی ان کے لیے سترہ جون کے جرم قتلِ ناحق میں جہنم بنادے اور حدوداللہ سے تجاوز پر عذاب مہیب (خوفناک عذاب) سے دوچار فرمادے۔ ربِ عظیم! تیرا قانونِ قدرت ہے اور آپ نے قرآن عظیم میں فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ.

''بے شک جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت دی پھر توبہ (بھی) نہ کی تو ان کے لیے عذابِ جہنم ہے اور ان کے لیے (بالخصوص) آگ میں جلنے کا عذاب ہے''۔ (البروج،۸۵: ۱۰)

اے خالق کائنات! سترہ جون منہاج القرآن میں مومن مرد اور مومن عورتوں کا قتلِ ناحق تیرے فرمان کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ ان ظالموں کے لیے دنیا اور آخرت جہنم بنادے اور انہیں کیفرِ کردار تک پہنچادے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

صالحاتِ اُمت کا کردار

عورت معاشرے کا اہم رکن اور بنیادی ستون ہے

اسلام نے عورت اور مرد کو اجر کے استحقاق میں برابری دی

مثالی معاشرہ کی تشکیل ماؤں کی تربیت کی مرہون منت ہے

خرم نواز گنڈاپور (ناظمِ اعلیٰ منہاج القرآن انٹرنیشنل)

عورت معاشرے کا اہم رکن اور بنیادی ستون ہے۔ اس کے بغیر یہ کائناتِ ہستی ناتمام ہے۔ نسلِ انسانی عورت کی وجہ سے ہی وجود میں آئی ہے حتیٰ کہ انسانیت کی رُشد و ہدایت کا پیغام لانے والے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی اسی کے وجود سے جنم لیا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کا محافظ اور سائبان بنایا ہے مگر یہ ذہنی، فکری، تعلیمی، تحقیقی اور انتظامی امور میں نمایاں صلاحیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اپنی ذات میں اس قدر مضبوط ہے کہ ہر طرح کے حالات کا عزم و ہمت اور صبر و استقامت سے مقابلہ کرتی ہے۔

قبل از اسلام عورت کی حالت قابلِ رحم تھی۔ اسلام نے عورت کو بحیثیت ماں، بہن، بیوی، بیٹی نہ صرف پاکیزگی و تقدس اور عظمت و رفعت جیسی عظیم نعمتوں سے سرفراز کیا بلکہ اسے ذلت و رسوائی کی عمیق گہرائیوں سے نکال کر اعلیٰ درجات پر متمکن کیا اور ان تمام قبیح رسومات کا خاتمہ کیا جو عورت کے انسانی وقار کے خلاف تھیں۔ اسلام نے عورت کو مرد کی طرح معاشرے کا باعزت شہری بنا کر اسے تمام حقوق عطا کیے اور واضح اعلان کیا کہ تکوینِ انسانی میں دونوں ایک جان سے پیدا کیے گئے ہیں۔ سورۃ النساء کی پہلی آیت میں ہی ارشاد ہوتا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا لنَّاسُ تَّقُواْ رَبَّكُمُ لَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً (النساء،۴:۱)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔

اسلام نے عورت اور مرد کو اجر کے استحقاق میں بھی برابری کا درجہ دیا اور کامیابی کو ایمان و عمل سے مشروط کیا۔ یعنی دنیا اور آخرت میں کامیابی اسی کا مقدر ہوگی جو حسنِ عمل سے آراستہ ہوگا۔ سورۃ النحل کی آیت نمبر 97 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنۡ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوۡ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ أَجۡرَهُم بِأَحۡسَنِ مَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ (النحل،۱۶:۹۷)

جو کوئی نیک عمل کرے (خواہ) مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے اور انہیں ضرور ان کا اجر (بھی) عطا فرمائیں گے ان اچھے اعمال کے عوض جو وہ انجام دیتے تھے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عورت کے بغیر معاشرے کی تکمیل ناممکن ہے۔ رب کائنات نے عورت کو سب سے بڑا مقام ماں کی صورت میں دیا ہے۔ اگر مائیں نیک و صالح سوچ کی حامل ہوں تو اپنے بچوں کی تربیت بھی نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر کرسکتی ہیں۔ یہی تربیت معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ ایک نیک اور صالح ماں ہی نیک اور

(خواہ) مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے اور انہیں ضرور ان کا اجر (بھی) عطا فرمائیں گے ان اچھے اعمال کے عوض جو وہ انجام دیتے تھے

صالح کردار کے حامل بیٹے عطا کرتی ہے۔ انبیاء کرام اور کتابوں کا نزول انسان کی سیرت اور کردار سازی کے لئے شروع کیا گیا۔ جس میں پہلی ذمہ داری عورت کے سپرد کی گئی۔ ماں جس کی آغوش میں انبیاء کرام، اولیاء کرام اور تمام عظیم شخصیات نے تربیت حاصل کی ہے۔ ماں کی تربیت ہی اولاد کو اعلیٰ مقام پر پہنچاتی ہے۔ ماں کی گود اولین درسگاہ ہے۔ گود اگر سیدہ کائنات کی ہو تو اولاد امام حسن اور امام حسین علیہ السلام بن کر دین حق کا نام سربلند کرتی ہے۔

اُمت کی تشکیل کا کام ماؤں کی تربیت سے ہی طے پاتا ہے۔ عورت اپنے مثبت کردار اور پختہ ارادے سے اپنی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کا مقابلہ کرسکتی ہے۔ تاریخ کے اوراق الٹ کر دیکھا جائے تو ظلم و جبر کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں میں خواتین بھرپور کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ عورت اگر اپنے اندر انقلابی سوچ پیدا کرلے تو قوموں کی تقدیر بدلتے دیر نہیں لگتی۔

اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعوتی و تبلیغی جد وجہد کا مرکز جس طرح مردوں کو بنایا اسی طرح عورتوں کو بھی بنایا۔ آپ کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں جس طرح خدا پرستی اور خدمتِ دین کا مثالی جذبہ مردوں میں پیدا ہوا اسی طرح خواتین میں بھی انقلابی روح پیدا ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تربیت پائی اس طرح صحابیاتؓ بھی آپ ﷺ کے فیضِ صحبت اور مثالی تربیت کے زیور سے آراستہ پیراستہ ہوکر دیگر خواتین کے لیے نجوم ہدایت بن گئیں۔

عصرِ حاضر میں اگر ہماری عورتوں کے سامنے اسلام کی ان برگزیدہ خواتین کا نمونہ پیش کردیا جائے تو ان کی فطری لچک ان سے اور زیادہ متاثر ہوسکے گی اور وہ موجودہ دور کے اثرات سے بے نیاز ہوکر خالص اسلامی اخلاق، اسلامی معاشرت اور اسلامی تمدن کا نمونہ بن جائے گی۔ آج جب کہ زمانہ بدل رہا ہے، یورپی تمدن اور مغربی طرز معاشرت سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی بے زاری کا اظہار کررہے ہیں۔ ایسے حالات میں اسلام کی قدیم تاریخ مسلمان عورت کا بہترین اور اصلی نمونہ پیش کرتی ہے۔ فروغ اسلام میں خواتین کا ہمیشہ معیاری اور شاندار کردار رہا ہے۔

ابتدائے اسلام میں دعوت و تبلیغ دین کا فریضہ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ادا کیا اُسی طرح یہ فریضہ صحابیات نے بھی اُسی جذبہ اور لگن سے سرانجام دیا۔ یہ وہ فریضہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اِعلانِ نبوت کے اوّل روز سے لے کر آخری سانس تک اس میں کوئی انقطاع واقع نہیں ہوا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد یہ اہم ذمہ داری اُمتِ مسلمہ کو منتقل کر دی گئی۔ یہ ایک ایسی بدیہی حقیقت ہے جس سے تاقیامت سبکدوش نہیں ہوا جا سکتا۔ یہ فریضہ مرد اور عورت کے درمیان کسی تفریق کا حامل نہیں ہے۔ عورت کی ذمہ داری صرف اُمورِ خانہ داری، شوہر اور بچوں کی خدمت تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں وہ مرد کے ساتھ یکساں شامل ہے۔ اس پر قرآنِ حکیم شاہد ہے، سورہ التوبہ کی آیت نمبر 71 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (التوبۃ، ۹:۷۱)

اور اہلِ ایمان مرد اور اہلِ ایمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔

مذکورہ آیت مبارکہ کی رُو سے مرد کے ساتھ دین کی ترویج و اقامت میں عورت کا کردار نہایت اَہمیت کا حامل ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ تبلیغِ اسلام میں مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دینِ اسلام کو پھیلانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ فروغِ دعوت و تبلیغ میں تاریخ کے اوراق نامور خواتین کے عظیم کارناموں سے

بھرے پڑے ہیں۔ ان میں اُمہات المومنین اور صحابیات کرام جیسے حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ، حضرت عائشہ صدیقہ ؓ، حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ، حضرت سمیہ ؓ، حضرت اُم عمارہ ؓ، حضرت صفیہ ؓ، حضرت اُمِ سلمہ ؓ، حضرت اسماء ؓ، حضرت فاطمہ بنتِ خطاب ؓ کا شمار صفِ اول میں ہوتا ہے۔ یہ خواتین جذبہ دعوت و تبلیغ سے اس طرح سرشار تھیں کہ بہت سے جید صحابہ کرام ؓ ان کی دعوت دین سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اس فریضہ کی انجام دہی میں خواتین کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا، انہیں اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق ہونا پڑا حتیٰ کہ انہیں اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر گھر بار کو خیر باد کہنا پڑا مگر انہوں نے راہِ حق میں آنے والے ہر طرح کے مصائب و آلام کا صبر و استقامت سے مقابلہ کیا اور فروغِ اسلام میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔ اس جدوجہد میں خواتین صحابیات نا صرف مردوں کے شانہ بشانہ تھیں، بلکہ بعض اوقات وہ اُن سے سبقت بھی لے گئیں۔ جیسا کہ

قبولِ اسلام میں اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ ؓ سب پر سبقت لے گئیں۔ اسی طرح اسلام میں سبقت لے جانے والوں اور اولین اسلام قبول کرنے والوں میں حضرت سمیہؓ حضرت ام ایمنؓ بھی شامل ہیں۔

قبولیتِ اسلام میں سبقت لے جانے کے بعد اسلام میں دوسرا بڑا اعزاز اور شرف ہجرت میں سبقت لے جانا ہے۔ اس شرف میں بھی صحابہ کرام ؓ کے ساتھ صحابیات بھی شریک تھیں۔

یہاں چند جلیل القدر صالحاتِ اُمت کا تذکرہ ضروری ہے کہ جن کے کردار کی بدولت دینِ اسلام دنیا میں رائج ہوا اور اُس کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ احسن طریقے سے سرانجام دیا جا سکا:

1۔ اُم المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ؓ:

اسلام کو سب سے پہلے قبول کرنے کی سعادت حاصل کرنیوالی، رسول اللہ ﷺ کی راز دار، ہمسفر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے نہ صرف

اُمت کی تشکیل کا کام ماؤں کی تربیت سے ہی طے پاتا ہے۔ عورت اپنے مثبت کردار اور پختہ ارادے سے اپنی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کا مقابلہ کرسکتی ہے۔ تاریخ کے اوراق الٹ کر دیکھا جائے تو ظلم و جبر کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں میں خواتین بھرپور کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ عورت اگر اپنے اندر انقلابی سوچ پیدا کرلے تو قوموں کی تقدیر بدلتے دیر نہیں لگتی

سب سے پہلے اسلام قبول کیا بلکہ سب سے پہلے عمل کیا اور اپنی پوری زندگی جان و مال سب کچھ دین اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ حضرت خدیجہؓ نے 3 سال شعب ابی طالب میں محصور رہ کر تکالیف اور مصائب برداشت کئے اور جب 3 سال کے بعد مقاطعہ ختم ہوا تو آپؓ اس قدر بیمار اور کمزور ہو گئیں کہ اسی بیماری کے عالم میں خالق حقیقی سے جا ملیں۔

2۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ:

حضرت عائشہؓ کو آپ ﷺ کی ازواج میں منفرد مقام حاصل ہے۔ آپؓ اپنے ہم عصر صحابہ کرام اور صحابیاتِ عظامؓ میں سب سے زیادہ ذہین تھیں۔ اسی ذہانت و فطانت اور وسعتِ علمی کی بنیاد پر منفرد مقام رکھتی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا آدھا دین عائشہؓ کی وجہ سے محفوظ ہو گا۔ متعدد صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے شاگرد ہیں۔

3۔ سیدہ کائنات فاطمۃ الزہراء ؓ:

خاتون جنت، سردارانِ جنت کی ماں اور دونوں عالم کے سردار کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی زندگی بھی بے مثال ہے۔ آپ ﷺ کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہؓ ایک عظیم اور ہمہ گیر

عورت معاشرے کا اہم رکن اور بنیادی ستون ہے۔ اس کے بغیر یہ کائناتِ ہستی ناتمام ہے۔ نسلِ انسانی عورت کی وجہ سے ہی وجود میں آئی ہے حتیٰ کہ انسانیت کی رُشد و ہدایت کا پیغام لانے والے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرامؑ نے بھی اسی کے وجود سے جنم لیا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کا محافظ اور سائبان بنایا ہے مگر یہ ذہنی، فکری، تعلیمی، تحقیقی اور انتظامی امور میں نمایاں صلاحیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اپنی ذات میں اس قدر مضبوط ہے کہ ہر طرح کے حالات کا عزم و ہمت اور صبر و استقامت سے مقابلہ کرتی ہے

کردار کی مالکہ تھیں جو ایک بیٹی کے روپ میں، ایک ماں کی شکل میں اور ایک بیوی کے کردار میں قیامت تک آنے والی خواتین کیلئے نمونہ حیات ہیں جنھوں نے اپنے عظیم باپ ﷺ کی محبت کا حق ادا کرتے ہوئے بچپن میں سرداران قریش کے ظلم وستم کا بڑی جرات مندی، شجاعت، ہمت اور متانت سے سامنا کیا۔ حضرت فاطمہؓ چھوٹی تھیں۔ ایک دن جب نبی اکرم ﷺ صحن کعبہ میں عبادت الٰہی میں مشغول تھے کہ ابوجہل کے اشارہ پر عقبہ بن ابی معیط نے مذبوحہ اونٹ کی اوجھڑی کو سجدہ کے دوران آپ ﷺ کی گردن پر رکھ دیا، حضرت فاطمہؓ دوڑتی ہوئی پہنچیں اور نبی اکرم ﷺ سے اذیت وتکلیف کو دور کیا۔

4۔ سیدہ صفیہ ؓ:

حضور نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ ؓ نہایت بہادر اور نڈر خاتون تھیں۔ آپ دوران جنگ بے خوف وخطر زخمیوں کو میدان جنگ سے باہر لاتیں اور ان کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ انہوں نے غزوہ خندق کے موقع پر نہایت بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جب دوران جنگ ایک یہودی مسلمان خواتین پر حملہ آور ہوا تو آپؓ نے اس پرزوردار وار کیا جس سے اس کا کام تمام ہوگیا۔

5۔ حضرت اُم عمارہ ؓ:

حضرت ام عمارہؓ مشہور صحابیہ تھیں۔ انہوں نے غزوہ احد میں جبکہ کفار مکہ نے یہ افواہ پھیلا دی کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ شہید ہو گئے ہیں ایسی انتہائی نازک حالت میں آپ ﷺ کا دفاع کیا اور شمشیر زنی کا ناقابل فراموش مظاہرہ کیا۔

6۔ حضرت سیدہ زینب ؓ بنتِ علی:

حضرت زینب بنتِ علی ؑ گلستانِ نبوت کا مہکتا پھول اور درخشندہ ستارہ ہیں۔ آپ ؓ نے اپنے نانا کے دین خاطر راہِ دعوت وعزیمت میں قربانیوں کے ایسے اَن مِٹ نقوش ثبت کیے کہ آج بھی تاریخِ طبقہ نسواں آپ ؓ جیسا عظیم کردار کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

حضرت زینب ؑ تاریخ اسلام کی وہ مہتم بالشان شخصیت ہیں جن کی ہمسری کا دعوی کوئی خاتون بھی نہیں کرسکتی۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے عہد خلافت میں کوفہ کو اپنا مستقر بنایا تو سیدہ زینب ؑ نہایت تن دہی سے خواتین کو دعوت وتبلیغ کرنے میں مشغول ہوگئیں۔ درس و تدریس اور وعظ ونصیحت کی وجہ سے آپ ؓ کے علم و فضل کا شُہرہ جلد ہی گرد ونواح میں پھیل گیا۔ آپ ؓ نے حق گوئی و بے باکی اور صبر و استقامت سے خود کو داعیانِ حق کے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ بنایا۔

سیدہ زینب ؑ نیدعوت دین کی راہ میں پے در پے اس قدر غم اُٹھائے کہ آپ ؓ کی کنیت ہی اُم المصائب مشہور ہوگئی۔ 40ھ میں حضرت علی ؓ کو شہید کر دیا گیا اور اس کے چند سال بعد آپ ؓ کو اپنے بھائی امام حسن ؑ کی شہادت کا صدمہ پہنچا۔ 60ھ میں سیدہ زینب ؑ سیدنا امام حسین ؑ اور اپنے اہل و عیال کی معیت میں کوفہ روانہ

ہوئیں۔ وہاں اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا گیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد پُر آشوب لمحات میں سیدہ زینب علیہا السلام نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپ علیہا السلام نے اپنے اہل خانہ اور دیگر خواتین کی دلجوئی کر کے اُن کی ہمت بندھائی اور قافلہ حسینی کی قیادت کرتے ہوئے یزید کے دربار میں کلمہ حق بلند کیا۔

یزید کے دربار میں سیدہ زینب علیہا السلام نے جو خطبہ دیا وہ آج بھی تاریخ کے صفحات میں زندہ و جاوید ہے۔ آپ علیہا السلام نے باطل کے چہرے سے نقاب ہٹا کر حق و باطل کے درمیان امتیاز قائم کیا۔ آپ کی اس جدوجہد کی بدولت ہی مسلمانانِ عالم کو واقعہ کربلا کے حالات و واقعات سے آگاہی ہوئی۔

ان مقدس ہستیوں اور ان جیسی لاتعداد صالحاتِ اُمت کے تذکرے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ آج کی خواتین اِن عظیم ہستیوں کی زندگی کو اپنا آئیڈیل بنائیں، اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کریں، دین کی اشاعت اور ملکی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد بہت سی تنظیمیں خواتین کے لئے خدمات سرانجام دیتی رہی ہیں اور اب تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے ہر شعبہ بالخصوص تعلیم و تربیت، قیام امن اور معاشرتی اصلاح میں اپنا متحرک کردار ادا کیا اور پوری دنیا میں اسلام کے بنیادی عقائد اور اقدار کے تحفظ کے ساتھ خواتین میں بیداری شعور کے حوالے سے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ الحمد للہ تین دہائیوں میں منہاج القرآن ویمن لیگ نے اپنے شاندار تنظیمی وتحریکی کردار اور فکری ونظریاتی جدوجہد سے منہاج القرآن ویمن لیگ کو عالم اسلام کی تنظیمی نیٹ ورک کے اعتبار سے خواتین کی سب سے بڑی نمائندہ اصلاحی فورم ثابت کیا جو دنیا کے 30 سے زائد ممالک میں اپنا موثر وجود رکھتی ہے

صالحاتِ اُمت کے تذکرے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ آج کی خواتین اِن عظیم ہستیوں کی زندگی کو اپنا آئیڈیل بنائیں، اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کریں، دین کی اشاعت اور ملکی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں

سماجی اصلاح کا فریضہ ہو یا محبت الٰہی کا حصول عوامی تحریک کا سیاسی سفر ہو یا عشق و ادب رسول ﷺ کا فروغ، امر بامعروف ونہی عن المنکر کی دعوت ہو یا معاشی فلاح و بہبود کی ذمہ داری، مجالس علم وفکر ہوں یا حقوق وفرائض کے ضمن میں بیداری شعور مہم، منہاج القرآن ویمن لیگ نے ہر سطح پر خود کو منوایا۔ اندرون و بیرون ملک ویمن لیگ کا پھیلا ہوا وسیع نیٹ ورک بہترین علمی، فکری، ذہنی اور عملی صلاحیتوں کے ساتھ ایک روشن مستقبل کی طرف بڑھ رہا ہے یہ واحد اصلاحی اور خدمت دین کی تحریک ہے جس میں ہر طبقے سے خواتین شامل ہوتی ہیں اور اپنا اصلاحی و دینی کردار بخوشی ادا کرتی ہیں جس نے پاکستان جیسے روایت پسند معاشرے میں خدمت دین کو ایک نئے رنگ آہنگ اور اسلوب سے ہر گھر تک پہنچایا ہے۔ کانفرنسز، علمی و تحقیقی منصوبہ جات اور اصلاحی سرگرمیوں کے ذریعے ملک بھر میں خواتین کا ایک وسیع حلقہ قائم کیا ہے۔ اصلاح احوال معاشرہ اور احیائے دین کے مقاصد کے حصول کیلئے منہاج القرآن ویمن لیگ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کے سوسائٹی میں واضح اثرات بھی موجود ہیں۔ منہاج القرآن ویمن لیگ نے مردوں کے شانہ بشانہ اپنا اصلاحی، تعلیمی، تحقیقی اور دینی کردار ادا کیا ہے۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ اس نے علمی، فکری، روحانی اور عملی کاوشوں سے خواتین کو اپنی طرف راغب کیا۔

☆☆☆☆☆

انسدادِ منشیات اور ہماری ذمہ داریاں

اسلام میں جن کاموں سے سختی سے روکا گیا ہے ان میں ایک نشہ بھی ہے

انگریز قانون دان بنتام نے کہا کہ اسلامی شریعت کی بے شمار خوبیوں میں ایک خوبی شراب کو حرام قرار دینا ہے

سمیہ اسلام

انسان کو جن نعمتوں سے سرفراز کیا گیا ہے، ان میں ایک عقل و دانائی بھی ہے، یہی عقل ہے جس نے اس کے کمزور ہاتھوں میں پوری کائنات کو مسخر کر رکھا ہے اور اسی صلاحیت کی وجہ سے اللہ نے اس کو دنیا میں خلافت کی ذمہ داری سونپی ہے؛ اسی لئے اسلام میں عقل کو بڑی اہمیت حاصل ہے، قرآن مجید نے بے شمار مواقع پر مسلمانوں کو تدبر اور تفکر کی دعوت دی ہے، تدبر اور تفکر کی حقیقت کیا ہے؟ یہی کہ انسان جن چیزوں کا مشاہدہ کرے اور جو کچھ سنے اور جانے، عقل کو استعمال کر کے اس میں غور و فکر کرے اور انجانی حقیقتوں اور ان دیکھی سچائیوں کو جاننے اور سمجھنے کی سعی کرے اسی لئے قانونِ اسلامی کے ماہرین اور فلاسفہ نے لکھا ہے کہ شریعت کے تمام احکام بنیادی طور پر پانچ مقاصد پر مبنی ہیں، دین کی حفاظت، جان کی حفاظت، نسل کی حفاظت، مال کی حفاظت اور عقل کی حفاظت، گویا عقل اور فکر و نظر کی قوت کو برقرار رکھنا اور اسے خلل اور نقصان سے محفوظ رکھنا اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے۔

چنانچہ اسلام میں جن کاموں کی شدت کے ساتھ مذمت کی گئی ہے اور جن سے منع فرمایا گیا ہے، ان میں ایک نشہ کا استعمال بھی ہے، قرآن مجید نے نہ صرف یہ کہ اس کو حرام بلکہ ناپاک قرار دیا ہے:

يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيـنَ آمَـنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنـصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَO

اے ایمان والو! بیشک شراب اور جُوا اور (عبادت کے لئے) نصب کئے گئے بُت اور (قسمت معلوم کرنے کے لئے) فال کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں۔ سو تم ان سے (کلیتًا) پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ (المائدۃ :۹۰)

کیونکہ انسان کا سب سے اصل جوہر اس کا اخلاق و کردار ہے، نشہ انسان کو اخلاقی پاکیزگی سے محروم کر کے گندے افعال اور ناپاک حرکتوں کا مرتکب کرتی ہے اور روحانی اور باطنی ناپاکی ظاہری ناپاکی سے بھی زیادہ انسان کے لئے مضر ہے، احادیث میں بھی اس کی بڑی سخت وعید آئی ہے اور بار بار آپ ﷺ نے پوری صفائی اور وضاحت کے ساتھ اس کے حرام اور گناہ ہونے کو بتایا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ (بخاری)

حضرت جابر بن عبد اللہ سے آپ ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ:

جس شے کی زیادہ مقدار نشہ کا باعث ہو، اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔ (ترمذی)

یہ نہایت اہم بات ہے کیونکہ عام طور پر نشہ کی عادت اسی طرح ہوتی ہے کہ معمولی مقدار سے انسان شروع کرتا ہے اور آگے بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات

اتنا آگے بڑھ جاتا ہے کہ زہر آمیز انجکشن کے بغیر اس کی تسکین نہیں ہوتی۔

نشہ ایک ایسا لفظ ہے جس کے زبان پر آتے ہی اس کی خرابیاں نگاہوں کے سامنے رقص کرنے لگتی ہیں۔ اصل میں اس کی خرابیاں واضح ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ایک صالح و صحت مند معاشرہ اسے ہرگز قبول نہیں کرتا۔منشیات کا زہر ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے، کتنے ہی خاندان ایسے ہیں جو نشے میں مبتلا اپنے بچوں کے مستقبل سے نااُمید ہو چکے ہیں۔ ہمارے نوجوان اکثر و بیشتر معاشرتی ردعمل اور نامناسب رہنمائی کی وجہ سے نشے جیسی لعنت کو اپنا لیتے ہیں۔ آج ہماری نوجوان نسل منشیات، شراب، جوے اور دیگر علتوں میں مبتلا ہو کر نہ صرف اپنی زندگی تباہ کر رہی ہے بلکہ اپنے ساتھ اپنے خاندان والوں کے لیے بھی اذیت اور ذلت و رسوائی کا سبب بن رہی ہے۔ ملک و قوم کی ترقی اور مستقبل کے ضامن یہ نوجوان جرائم پیشہ ہوتے جا رہے ہیں کیونکہ نشہ جسم کے ساتھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو بھی سلب کر کے رکھ دیتا ہے۔

منشیات کا خاتمہ اور اسلام :

آج اگر دنیا واقعتاً منشیات کی گرفت سے آزاد ہونا چاہتی ہے تو اسے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور اس بات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ وہ کون سے راستے ہیں جنھیں اپنا کر اس دنیا کو منشیات کے چنگل سے آزادی دلائی جاسکتی ہے۔دنیا سے اس سنگین و خطرناک لعنت کے خاتمے کا واحد ذریعہ اسلام ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس میں منشیات کے قلع کو قمع کرنے کی مکمل صلاحیت موجود ہے۔اسلام نے اس لعنت سے سماج کے تحفظ کے لیے جو قوانین متعین ہیں وہ اس قدر جامع ہیں کہ ان اصولوں پر کاربند ہوجانے کے بعد منشیات کے نجس وجود سے زمین پاک ہوسکتی ہے۔ دنیا میں سوائے اسلام کے دوسرا کوئی مذہب ایسا نظر نہیں آتا جس میں نشے کے تمام ذرائع پر ایسا قدغن لگایا گیا ہو جیسا کہ اسلام نے لگایا ہے۔ اسلام نے اسے ام الخبائث کا نام دیا یعنی تمام جرائم کی ماں کا نام دے کر اس کے جملہ پوشیدہ عیوب و نقائص بیان کردیے۔ اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جس نے اس کو ہر لحاظ سے ممنوع قرار دیا حتی کہ ایک شراب ہی نہیں بلکہ جملہ نشہ آور اشیاء کو حرام فرما کر روئے زمین سے منشیات کا ہی قصہ پاک کردیا۔

ایک انگریز قانون داں بنتام لکھتا ہے کہ :

اسلامی شریعت کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں شراب حرام ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جب افریقہ کے لوگوں نے شراب کا استعمال کرنا شروع کیا تو ان کی نسلوں میں پاگل پن سرایت کرنے لگا۔ یورپ کے جن لوگوں کو اس کا چسکا لگ گیا ان کی بھی عقلوں میں تغیر آنے لگا۔ یہ تو ایک نشہ آور مشروب کا ذکر ہے جس کی ممانعت نے اہل دنیا پر اسلامی قوانین کی عظمت کا نقش مرتب کردیا جب حرمت نشہ کے مکمل قوانین کا جائزہ لیا جائے گا تو دنیا کے پاس سوائے اسلام کے کوئی جائے پناہ نہ رہ جائے گی۔

سڑکوں اور پتھروں پر بکھرے ہوئے منشیات کے عادی افراد کے حلیے اور ٹھکانوں سے تو اکثر لوگ باخبر اور واقف ہیں اور اُن پر نفرین بھی بھیجتے ہیں لیکن کیا کیا جائے شہر کے پوش علاقوں اور اعلیٰ درس گاہوں میں زیرتعلیم ان نوجوانوں کا جو انتہائی تیزی سے نشے کو فیشن کے نام پر اپنا رہے ہیں۔صد حیف کہ جب تک ان بچوں کے والدین پر یہ کربناک حقیقت آشکار ہوتی ہے تب تک اُن کے ہاتھ میں کچھ نہیں رہتا۔

اس وقت دنیا بھر میں 15 سے 64سال کی عمر کے 35 کروڑ لوگ کسی نہ کسی نشے میں مبتلا ہیں۔ دنیا کی تقریباً سات ارب آبادی میں سے ساڑھے چار ارب افراد کی عمریں 15 سے 64سال کے درمیان ہیں جن میں نشے کے عادی افراد کی شرح سات فیصد ہے۔پاکستان میں ایک کروڑ

سے زائد افراد نشے میں مبتلا ہیں۔صوبائی شرح کے حساب سے پنجاب کے 55فیصد اور دیگر صوبوں کے 45فیصد افراد نشے کے عادی ہیں۔صرف لاہور میں ہی ایک لاکھ لوگ نشے میں مبتلا نظر آتے ہیں جبکہ پاکستان میں ہر سال نشہ کرنے والوں کی تعداد میں پانچ لاکھ کا اضافہ ہو رہا ہے۔گو پاکستان میں سرکاری سطح پر اے این ایف کسٹم اور ایکسائز سمیت 24ایجنسیاں منشیات کے خلاف فعال ہیں۔ ہمارے ہاں پکڑی جانے والی منشیات میں سے 60فیصد اینٹی نارکوٹکس فورس پکڑتی ہے جبکہ 60فیصد باقی 23ادارے پکڑتے ہیں لیکن ان کی تمام تر کوششوں اور کاوشوں کے باوجود یہ زہر تیزی سے معاشرے کی رگوں میں اُترتا جا رہا ہے۔دنیا بھر میں چرس، افیون، ہیروئن، بھنگ اور حشیش سمیت منشیات کی 21سے زائد اقسام ہیں۔ دنیا میں 62فیصد لوگ چرس بھنگ اور حشیش کے عادی ہیں جبکہ باقی 20فیصد ہیروئن، دس فیصد افیون، 20فیصد لوگ کوکین کیپسول کرسٹل اور گولیاں استعمال کرتے ہیں۔

منشیات کے استعمال کی بنیادی وجوہات:

ماہر منشیات ڈاکٹر ہیرا لال لوہانو منشیات کے استعمال کی تین بنیادی وجوہات بیان کرتے ہیں:

پہلی وجہ:

منشیات کے استعمال کی تین بنیادی وجوہات میں ذہنی دباؤ سرفہرست ہے۔ یہ دباؤ دور حاضر کے مادیت پرست دور میں تیزی سے انسانوں کو اپنے گھیرے میں لے رہا ہے۔

دوسری وجہ:

دوسری وجہ شخصیت کا عدم توازن ہے۔

تیسری وجہ:

تیسری وجہ دوستوں کی صحبت ہے یعنی چار دوست اگر منشیات استعمال کرتے ہیں تو پانچواں دوست دباؤ میں آ کر اس کا استعمال شروع کر دیتا ہے۔ ڈاکٹر لوہانو کے مطابق بعض امیر گھرانوں کے نوجوانوں میں منشیات کے استعمال کی ایک وجہ جنسی قوت میں اضافے کی خواہش بھی ہے۔

اقوامِ متحدہ کے دفتر برائے منشیات و جرائم (UNODC) نے 2013ء میں پاکستان میں منشیات کے استعمال پر شائع ہونے والی اپنی رپورٹ میں بتایا کہ پاکستان میں نشے کے عادی افراد کی تعداد بڑھ رہی ہے اور گزشتہ سال ملک میں نشہ کرنے والے افراد کی تعداد 67لاکھ تھی۔اس کے علاوہ 42لاکھ افراد ایسے ہیں جو ممکنہ طور منشیات استعمال کرتے ہیں۔ ملک میں نشے سے بحالی کے مراکز اور ماہرین کی تعداد بہت کم ہے اور وہ صرف سال میں 30ہزار افراد کو دستیاب ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر علاج مفت بھی نہیں کیا جاتا۔اس سروے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں نشے سے چھٹکارا حاصل کرنے والے خواہش مند 99.7فیصد افراد اس علاج کے اخراجات ہی برداشت نہیں کرسکتے۔

نوجوان اور منشیات:

پاکستان کو درپیش مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ نوجوان نسل کا منشیات کی طرف راغب ہونا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے نوجوانوں خاص کر تعلیمی اداروں کے طلبہ میں منشیات کا استعمال بڑھ رہا ہے جس کی وجہ سے نوجوانوں کی صلاحیتیں متاثر ہورہی ہے اور ان کا مستقبل تاریک ہورہا ہے۔تعلیمی اداروں اور نوجوان نسل میں منشیات کا استعمال فیشن بن گیا ہے اور اسے سٹیٹس سمبل سمجھا جاتا ہے۔ منشیات کے عادی افراد میں صرف مرد ہی شامل نہیں ہیں بلکہ خواتین کی ایک بڑی تعداد بھی نشے کی عادی ہے۔ نوجوانوں میں تمباکو، چرس، شیشہ، افیون، شراب و دیگر جدید قسم کی منشیات عام ہیں اور وہ ان کے نقصانات سے بے خبر بطورِ فیشن اور خود کی تسکین کیلئے منشیات استعمال کر رہے ہیں۔منشیات کے استعمال سے شرح اموات میں بھی اضافہ ہورہا ہے اور اس سے بے شمار خاندان اجڑ چکے ہیں۔

منشیات کے اثرات:

منشیات مختلف خوشگوار، پُرجوش اور یہاں تک کہ عصبی

اثرات پیدا کرسکتی ہیں ،لیکن اس کا استعمال صارفین کی جسمانی اور نفسیاتی صحت اور ان کے معاشرتی کام کے لئے بھی سنگین نتائج کا باعث بنتا ہے۔منشیات کے معاشرے پر دو طرح کے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔دینی مضرات اور اخروی مضرات۔

دینی مضرات:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور کی بناء پر جو شرف بخشا ہے، منشیات کے استعمال سے وہ اس سے محروم ہو جاتا ہے۔

ہر مسلمان عقل کی وجہ سے احکام شرعیہ کا مکلّف ہوتا ہے اور اسی مکلّف ہونے کی وجہ سے وہ صاحبِ احترام ہوتا ہے ۔منشیات کے استعمال سے اس کی عقل متاثر ہوتی ہے، جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا۔

منشیات کا استعمال انسان کو اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے ۔اللہ کے ذکر سے غافل انسان شیطان کا ترنوالہ بن جاتا ہے۔

اسلامی معاشرے میں منشیات کا استعمال کرنے والا شخص ایک مجرم کی حیثیت رکھتا ہے ۔

اخروی مضرات:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :
آنحضرتﷺ نے شراب کی وجہ سے دس لعنتیں فرمائی ہیں:

بذات خود شراب پر ، ۔شراب بنانے والے پر،۔ شراب بنوانے والے پر،۔ شراب فروخت کرنے والے پر،۔شراب خریدنے والے پر، ۔شراب اٹھا کر لے جانے والے پر،۔جس کی طرف شراب اٹھا کر لے جائی جائے اس پر ،۔ شراب کی قیمت کھانے والے پر،۔شراب پینے والے پر، •۔شراب پلانے والے پر۔

منشیات کا خاتمہ اور ہماری ذمہ داری:

منشیات کا خاتمہ سب کی ذمہ داری ہے۔ اگر دیکھا جائے تو ملک بھر میں منشیات کا استعمال کرنے والوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے،نشے کے نت نئے طریقے متعارف کروائے جا رہے ہیں۔ملک بھر کیا سکول اور کالجز میں طلباء کی بڑی تعداد منشیات کا استعمال کر رہی ہے اور تو اور خواتین کی بڑی تعداد بھی نشے کی لت میں مبتلا ہے۔ منشیات کی روک تھام کے لیے حکومتی سطح پر قانون سازی کی جانی چاہیے۔منشیات کے خاتمے کے لئے متعلقہ اداروں کو اپنی کارکردگی بہتر بنانی ہوگی، نشے سے بحالی کے مراکز قائم کرنا ہوں گے اور اس میں مبتلا افراد کے علاج معالجے کے لئے ہر علاقے میں الگ الگ زیادہ سے زیادہ سنٹرز بنائے جانے چاہیں، تاکہ کافی حد تک یہ وبا مزید پھیلاؤ سے بچ سکے۔نوجوان نسل میں زہر فروخت کرنے والوں کے خلاف سخت کاروائی بھی کرنی ہوگی تاکہ ہماری آئندہ آنے والی نسلیں اورافراد معاشرہ بالخصوص نوجوانوں کا اسلام سے تعلق بحال کرنا ہوگا تاکہ ہم سب بھی منشیات کی لعنت سے چھٹکارا پانے میں کامیاب ہوسکیں ۔بلاشبہ اسلام ہی واحد وہ راستہ ہے جو اس ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں سب سے کارآمد ہے۔

منشیات فروشی پر پابندی اور اس کے خلاف کیے جانے والے اقدامات اپنی جگہ لیکن والدین کا اپنے بچوں پر نظر رکھنے کا عمل انتہائی ضروری ہے۔ بچوں کے ساتھ ان کے دوستوں پر نظر رکھیں اور انہیں اچھی صحبت کے فوائد بتائیں۔ جہاں اُن کے قدموں میں ہلکی سی بھی لرزش نظر آئے اُن پر قابو پانے کی کوشش کریں بصورت دیگر زندگی کا یہ اہم ترین سرمایہ ضائع ہوسکتا ہے۔تعلیمی نصاب میں منشیات کے مضر اثرات کو نمایاں کرکے پیش کیا جائے۔غرض اس خطرناک وبا سے نجات اس وقت ممکن ہے، جب تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد اپنی قومی، ملی اور دینی فریضہ سمجھ کر اس کے خلاف ایک منظم حکمت عملی کے ساتھ برسرپیکار ہوجائیں گے۔

☆☆☆☆☆

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا شباب جس کا ہے بے داغ ضرب ہے کاری

”رہ نوردِ انقلاب...... پہلا منزل آشنا مسافر“

محمد جاوید قادری اِنتہائی اَعلٰی کردار اور اچھے اَخلاق کا حامل نوجوان تھا

حضور شیخ الاسلام کے برادرِ اصغر محمد جاوید قادری کے یوم وصال پر محمد شفقت اللہ قادری کی خصوصی تحریر

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہے بے داغ، ضرب ہے کاری
نگاہ کم سے نہ دیکھ اُس کی بے کُلاہی کو
یہ بے کُلاہ ہے سرمایۂ کُلہ داری

کسی بھی تحریکی اور اِنقلابی سرگرمی میں متحرک نوجوانوں کا ولولہ و جذبہ، اِستقامت اور مسلسل جد و جہد اس کی کامیابی کی ضامن ہوتی ہے۔ 1980ء میں تحریک منہاج القرآن کے قیام سے قبل ہی اِس کی بنیادوں میں نوجوانوں کے عزمِ مصمم اور آہنی اِرادے شامل ہوچکے تھے۔ ان نوجوانوں میں سرِفہرست شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے بھائی محمد جاوید قادری تھے جو اپنے برادرِ اَکبر کی قیادت میں اُمت و اِنسانیت کی خدمت میں جان و دل سب کچھ نچھاور کرنے کا پختہ اِرادہ کیے ہوئے تھے۔ لیکن ان کی زندگی نے وفا نہ کی اور یہ گوہرِ نایاب تحریک کے باقاعدہ قیام سے قبل ہی 30 مئی 1976ء بروز اتوار اِس دارِ فانی سے کوچ کرگیا۔ اگرچہ حضور شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ اِس دُرِ نایاب کے کھو جانے پر وقتاً فوقتاً اپنے جذبات کا اِظہار فرماتے رہتے ہیں، تاہم تحریک منہاج القرآن کی تاریخ میں محمد جاوید قادری مرحوم پر باقاعدہ بہت کم لکھا اور بولا گیا ہے۔ اِمسال ان کی 45ویں برسی کے موقع پر فریدِ ملتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) کے ڈائریکٹر محمد فاروق رانا کی خصوصی کاوِش اور گذارِش پر محترم محمد شفقت اللہ قادری نے اپنے اِبتدائی زمانہ کے رفیق اور بہترین دوست محمد جاوید قادری مرحوم کے بارے میں اپنی خاص یاد داشتیں تحریر کی ہیں جو ہمارے قارئین کے لیے بالعموم اور اِنقلابی نوجوانوں کے لیے بالخصوص مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ محمد جاوید قادری مرحوم کے اَفکار و خیالات راہِ اِنقلاب کے عظیم مسافروں کے لیے مثلِ زادِ راہ ہیں۔ ہم محمد شفقت اللہ قادری صاحب کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے ’یومِ جاوید‘ کے حوالے سے خصوصی تحریر فرمائی ہے۔ [اِدارہ]

گلستانِ اِنقلاب میں منتظرِ اِنقلاب، ولولہ انگیز پُر عزم دیوانہ وار جوانیاں لٹانے کے ترانے الاپنے والے مایہ ناز انقلابی سپوتو! قائدِ انقلابِ مصطفوی کے جواں ہمت، جراتِ حمزوی کے امین روحانی بیٹو اور بیٹیو! اِنقلاب میں حائل آہنی چٹانوں سے ٹکرانے والے مصطفوی جوانو! توقیرِ ردائے زہرا بتولؑ پر قربان مصطفوی بیٹو! دخترِ علی کرم اللہ وجہہ الکریمؓ، خطیبِ شام حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی کنیزو! اور شعلہ فشاں شمعِ انقلاب پر سترہ جون کو رقصِ بسمل کناں جاں نثار اِنقلابی پروانو اور فرزانو! فقط آپ

کے نام!!!

قارئین محتشم! جب بحر جاہتِ خانوادۂ انقلاب میں گم گُشتہ یادوں کے سفینے میں سوار جزیرۂ عشق پر اُترتے ہیں جہاں راہِ انقلابِ مصطفوی کا پہلا منزل آشنا مسافر، نویدِ انقلاب کا سندیسۂ جاں فزا سننے کے لیے ہمہ تن گوش منتظر ہے۔ میری مراد! میرا رفیقِ خاص! شفیق دوست، مرید غوث الثقلینؒ! مراد شیخ الاسلام، للکارِ علی اکبرؓ، جرأتِ حمزویؓ کا امینؒ، عزم و استقلال کی آہنی چٹان، وجیہِ جمیل، قوی الجسم، دستِ انقلاب، سفیرِ محبت، مصطفوی انقلاب کی شمشیرِ بے نیام، مصمم ارادوں کا نشان، شیخ الاسلام قائدِ انقلاب کے سفرِ انقلاب کا پہلا سنگِ میل، محاذِ حریت کا خادمِ اوّل و منتظمِ اعلیٰ ہے، جو بھری جوانی میں انقلابِ مصطفوی کی حسرت لیے گامزنِ راہِ عدم ہوگیا!

یعنی کہ! گلشنِ فرید الدین قادریؒ کا دوسرا گلِ نایاب، برادرِ عزیز از جان ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ (محمد جاوید قادری مرحوم) ہے۔ جو 1955ء میں ''گلشنِ فرید'' میں گلِ نایاب کی مانند کھلا، اکیس بہاریں دامنِ زیست میں سمیٹیں اور بتاریخ 30 مئی 1976ء مطابق یکم جمادی الثانی 1396ھ بروز اتوار قبل از اذانِ مغرب دامنِ مطہور داعیِ انقلاب شیخ الاسلام کے دامن میں سر رکھ کر ایک حسرت بھری نگاہ سے دیکھا اور (بوجہ شدید علالت) آہستگی سے مخاطب ہوا: قبلہ بھائی جان! مجھے اس دنیا فانی چھوڑنے کا قطعی غم نہیں! میرا کربِ جاں بلب فقط اتنا ہے کہ میں آپ کو اکیلا چھوڑے جاتا ہوں! میں آپ کا دستِ انقلابِ مصطفوی نہ بن سکا! قبلہ مجھے معاف کردیں۔

قارئین کرام! منظر دیدنی تھا۔ جب کڑیل جوان صحنِ فرید ملت اور سینۂ قائدعظیم المرتبت کے ساتھ لیٹ کر دامنِ نزع میں سانس کی ڈوری ٹوٹنے کا انتظار کررہا تھا اور قائدِ عظیم المرتبت پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے رخصت فرما رہے تھے۔ میں بدنصیب بھی اپنا شفیق دوست کھونے کے لیے اس کے قریب مگر آنکھیں منظر سے چرا رہا تھا۔ قائدِ انقلاب کے چٹانی اور ایمانی حوصلے پر قربان، دیدۂ تر مگر صبر کی تصویر بنے کڑیل جوان کو سپردِ خدا کررہے تھے۔ خدا کی قسم! میرا بھائی محمد جاوید قادری، فرید ملت کا لختِ جگر بیک وقت دس دس جوانوں پر غالب آنے اور انقلاب کے دشمنوں کے سامنے سینہ سپر ہونے کا عزم مصمم اور حوصلہ رکھتا تھا! اہلِ خانہ کی بے ساختہ چیخیں بلند ہوئیں۔ قبلہ شیخ الاسلام نے محمد جاوید قادری کے اشارے پر تمام اہلِ خانہ اور بالخصوص ہمشیران اور عزیز و اقارب کو خاموش رہ کر درود و سلام اور کلمہ طیبہ کا ورد کرنے کا حکم دیا، درود و سلام کی گونج میں صبر و استقلال کے قوی ہیکل نے اپنے والدِ عظیم فرید ملت کے حجرۂ عبادت میں نظر کو گھمایا کیونکہ آخری ایام میں اس کی خواہش کے احترام میں فرید ملت کے کمرۂ عبادت میں ٹھہرایا گیا تھا۔ خوناب آنکھیں، دائمی جدائی، قائد اور عزیز از جان بھائی میں پرنم مگر دامن پاکیزہ طاہر میں مطمئن تھیں کہ آخری ہچکی لیتے ہوئے داعیِ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون۔)

ربِ عظیم تیری مرقد پر رحمت کا نزول جاری رکھے۔

میری خونی نسبتِ قربت کے باعث ایامِ علالت میں روزانہ حاضری ہوتی تھی! فقط ایک ہفتہ کی علالتِ مرگ نے شدید کمزوری طاری کردی تھی۔ عالم گیر انقلابِ مصطفوی کے عظیم انقلابی قائد کی روح پر کڑیل جوان اکیس سالہ محمد جاوید قادری مرحوم کی جدائی کا داغ آج بھی ہرا اور تازہ ہے! جب ہمارے درمیان کبھی جواں سال مرحوم انقلابی بھائی کا ذکر آتا ہے کہ آنکھوں میں ضبط مگر قلب و روح سے آہ سی نکل جاتی ہے! اس کی قلیل مگر پُرشجاع زندگی اور دلیری کے قصے یادفرما کر روح تازہ فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ شاید میرے مشن کی انقلابیت میں شہید ہوگیا ہوتا یا پھر عظیم قربانی کے لیے ہمہ وقت کمر بستہ ہوتا! نجانے کیا ہوتا! مجھے ایک روز فرمایا: شفقت، جاوید لاثانی اپنی مثال آپ تھا، مجھے اس کی کمی ہمیشہ شدت سے رہے گی۔

معزز قارئین! فرزندِ انقلاب کے منظر آخریں سے تھوڑا باہر آئیں تاکہ محمد جاوید قادری کی علمی و انقلابی زندگی پر کچھ روشنی ڈالیں۔ یقیناً دلفریب کرب ناک منظرکشی نے آپ کے قلوب و اذہان پر رقت تو ضرور طاری کردی ہوگی! اب محمد جاوید قادری مرحوم کے انقلابی اَوصاف پر روشنی ڈالیں گے جو نہایت اہمیت کے حامل

اور فقید المثال ہیں اور انقلابی جوانوں کے لیے مشعلِ راہ بھی ہیں۔

اِنقلابی اَوصاف

ابتداء ہی سے محمد جاوید تنظیمی نظم و نسق میں خاص مہارت کے حامل تھے۔ 1975ء میں قائدِ عظیم المرتبت نے اِنقلابی نوجوانوں پر مشتمل تربیتی حلقہ 'محاذِ حریت' کی بنیاد رکھی جس کے میزبان اور منتظم اعلیٰ محمد جاوید قادری تھے اور چھوٹا ہونے کے باعث میں دیگر انتظامات میں شامل ہوتا تھا۔ تربیتی حلقات اور درسِ قرآن ہمارے معمولات کا خاص حصہ تھے۔ 1976ء میں نوجوانوں میں بیداریِ شعور اُجاگر ہوا جس کے نتیجے میں کچھ تعداد بڑھی، ابتدائی اجلاس دار الفرید (فریدیہ ٹرسٹ) میں اِنعقاد پذیر ہوئے تھے اور بعدازاں درسِ قرآن کا حلقہ پورے شہر پر محیط ہوگیا تھا۔ محمد جاوید قادری جملہ اِنقلابی ساتھیوں کا Physical Commander of Training تھا اور دیگر معاملات بھی محمد جاوید قادری مرحوم کی ذمہ داری میں شامل تھے۔ ایک لحاظ سے اِنقلابی ونگ کے انچارج تھے۔

ایک خاص نشستِ اِنقلاب منعقد ہوئی۔ چند احباب اور رفقاء خاص نے قائدِ اِنقلاب کے دستِ مبارک پر قرآن کو گواہ بنا کر بیعتِ اِنقلاب کی۔ میں گواہ ہوں! محمد جاوید قادری نے سب سے پہلے قرآن کے روبرو قائدِ اِنقلاب کے دستِ مبارک پر بیعتِ اِنقلاب کی اور تن من دھن قربان کرنے کا عزمِ کامل کیا۔ تاہم زندگی نے وفا نہ کی اور راہیِ ملکِ عدم ہوگئے۔ بعد ازاں جھنگ کے چند دیگر اَحباب نے بھی حلفِ وفا اٹھایا جو میری دانست کے مطابق قائم و دائم ہیں۔ جسمانی مضبوطی کے لیے جس کھیل کا چناؤ کیا گیا وہ محمد جاوید قادری کی نگرانی میں جوڈو کراٹے تھا، جس کے انچارج چوہدری مبارک علی صاحب تھے۔ اس کے علاوہ محمد جاوید قادری محاذِ حریت کے نوجوانوں کو چاک و چوبند رکھنے اور جسمانی طور پر توانا رکھنے کے لیے کُشتی اور کبڈی کی طرف بھی رغبت رکھتے تھے اور مقامی طور پر صحت مند مقابلہ جات کا اِنعقاد بھی کیا جاتا تھا۔

طبعاً مومن مزاج اور اِنقلابیت میں مردِ آہن تھے

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

محمد جاوید قادری مرحوم طبعاً انتہائی مومن مزاج، انصاف پسند، ہمدرد اور منکسر المزاج تھے۔ تاہم 'اپنا حق ظالم کے پاس چھوڑو نہ اور کسی کا حق قطعی چھیڑو نہ' کے اصول پر کار فرما تھے۔ وہ درج ذیل قرآنی آیت کی عملی تفسیر تھے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًاۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ.

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ (ﷺ) کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔ آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے، سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ (صرف) اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ اُن کی نشانی اُن کے چہروں پر سجدوں کا اثر ہے (جو بصورتِ نور نمایاں ہے)۔'' (الفتح،۴۸:۲۹)

ہمیشہ مظلوم کا ساتھ دینا۔ شیوۂ مردانہ تھا

کالج اور پرائیویٹ زندگی میں بھی محمد جاوید قادری مرحوم ہمیشہ مظلوم کے ساتھ اور ظالم کے خلاف نظر آتے تھے۔ ظلم برداشت کرنا شیوہ نہ تھا۔ پڑوس اور گرد و نواح میں اچھے اوصاف اور خوبیوں والے نوجوانوں میں شمار ہوتا تھا۔

قبلہ شیخ الاسلام کا احترام

حضرت فرید ملتؒ ڈاکٹر فرید الدین قادری کی حیات میں اور بعد ازاں بھی قبلہ شیخ الاسلام کا باپ کی طرح احترام اور تقدس رکھتے تھے۔ قائدمحترم کو سوئی بھی لگتی تو محمد جاوید کی جان پر بن جاتی تھی۔ قائدمحترم کی ادنیٰ سی تکلیف بھی جاوید سے نہ دیکھی جاتی۔

اِحساس ذمہ داری کے خوگر تھے

ان کی شخصیت میں احساسِ ذمہ داری کا عنصر بدرجہ

اَتم موجود تھا۔ میں نے اپنے مشاہدہ میں بچپن سے جوانی تک ان کی طبیعت میں کبھی حکم عدولی نہیں دیکھی۔ قبلہ فرید ملتؒ اور قبلہ شیخ الاسلام کے کلیتًا احکامات پر عمل کرنا اپنا فرضِ عین سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ دورانِ تعلیم کسی سبب گھر سے خرچہ موصول نہ ہو سکا۔ محمد جاوید نے خاموشی سے ملتان میں کالج سے دور جا کر چند دن مزدوری کی اور گھر پتہ بھی نہ لگنے دیا۔ یوں کالج میں اپنے تعلیمی اخراجات کا بندوبست کر لیا۔ میری نظر میں بھی یہ فریدِ ملت اور شیخ الاسلام کی ابتدائی اِنقلابی تربیت کا ایک حصہ تھا جو ہمارے اِنقلابی نوجوانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

تعلیمی قابلیت

محمد جاوید گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ملتان سے CHEMICAL ENGINEERING میں ڈگری ہولڈر تھے۔

ملازمت

ابھی انجینئرنگ کے امتحانات منعقد ہوئے چند ماہ ہی گزرے تھے اور نتیجہ بھی نہ آیا تھا، لیکن اپنا احساس ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے! FSc کے باعث ایئرپورٹ سیکیورٹی میں انسپکٹر کے طور پر انٹرویو دے رکھا تھا۔ اس کی تقرری کے آرڈرز اس وقت آئے جب جنازہ اُٹھ رہا تھا۔ شیخ الاسلام بہت حیرت زدہ ہوئے کہ میرے ہوتے ہوئے اسے یہ نوبت کیوں پیش آئی۔ ابھی انجینئرنگ کا رزلٹ تو آیا نہیں، اسے ملازمت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ معلوم ہوا کہ دن رات محمد جاوید پریشانی میں مبتلا رہتے تھے کہ میں قبلہ بھائی جان کا مالی لحاظ سے بھی دست و بازو بنوں! لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

قارئین! درس کے طور پر یہ بھی اِنقلابی ویژن ہی ہے۔

خالقِ کائنات میرے رفیقِ خاص، شفیق دوست اور بھائی محمد جاوید قادری کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ جس کی زیستِ قلیل بے مثل جواں مردی اور صبر و استقامت کی مضبوط دلیل ہے۔ ہر لحاظ سے اس کی فیوضاتی اِنقلابی جد و جہد ہمارے نوجوانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ رب تعالیٰ اس کا یوم وفات تزک و احترام سے منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایسے اِنقلابی سپوتوں کے ایام منانا ہمارے نوجوانوں کے لیے اِنقلابی جد و جہد میں تحرک اَفزا ہے۔

منظوم کلام بزبان محمد جاوید قادریؒ

30 مئی کو وقتِ نزع راقم خود برادرم محمد جاوید قادری مرحومؒ کی صحبت آخریں میں قبلہ شیخ الاسلام کے ساتھ دار الفرید میں جھنگ صدر میں موجود تھا کہ جب روحِ محمد جاوید قادری مرحوم قفسِ عنصری سے پرواز کر رہی تھی۔ گو اِنتہائی سخت اور جاں گُسِل لمحہ تھا مگر میرے وجدانی جذبات و احساسات نے محمد جاوید اِنقلابی کی زبان سے جو سماعت کی اور ان کے جذبات سے جو محسوس کیا، وہ نوجوانوں کے لیے خصوصاً پیشِ خدمت ہے:

میں حسرتِ ناتمام لیے جاتا ہوں
زخمِ بے بسی روح پر سرِ عام لیے جاتا ہوں
میں تیرا دست و بازو نہ بن سکا اَخی
کسکِ اِنقلاب رُوح کے ساتھ لیے جاتا ہوں
اے ملکِ اَجل تم نے پوچھا کہ کوئی ہے زادِ سفر
ارے دیکھو تو سہی! میں دردِ اِنقلاب ساتھ لیے جاتا ہوں
میں تیرا نہ بن سکا بھائی نِکما ٹھہرا
تجھے یاد کروں گا ہر دم یہی کام لیے جاتا ہوں
میں تجھ پر راضی ہوں جاوید، ہو خدا نگہباں تیرا بھائی
کہا اَخی طاہر نے یہی آخری بات لیے جاتا ہوں
حاضر و ناظر! معاف کرنا لبیک داعیِ اَجل کہتا ہوں
خوناب آنکھوں میں حسرتِ ملاقات لیے جاتا ہوں
اس اُمید سے جاتا ہوں کہ تشریف لائیں گے سرکار دو عالمؐ
ماتھا چوم لیا ہے جو میرا سفارشِ ملاقات لیے جاتا ہوں
وہ آخری جملہ کپکپیِ نزع میں کہتا گیا شفقت
بھری دنیا سے تہی دست حسرتِ ناتمام لیے جاتا ہوں

☆☆☆☆☆

دعوت اور داعی کے اوصاف

انسانی زندگی شعور سے عبارت ہے اور شعور دعوت سے بیدار ہوتا ہے

دین کا کام کرنے والوں کے لئے باعمل ہونے کے ساتھ علمی پختگی ضروری ہے

[illegible]

قومی حیات:

کسی مردہ قوم کے لیے فضا سازگار کرنے کا عمل دعوت سے شروع ہوتا ہے۔ انسانی زندگی شعور سے عبارت ہے اور شعور دعوت سے بیدار ہوتا ہے۔ پہلے انس ومحبت کی فضا پیدا کی جاتی ہے جذبات کو متاثر کیا جاتا ہے پھر عقل میں بات آتی ہے۔ تاریخی اعتبار سے یہ بات مصدقہ ہے کہ مردوں کے زندہ ہونے کے واقعات کسی صاحب دعوت کی دعا سے منظر عام پر آتے ہیں۔ اس اصول پر مردہ قوم آج بھی زندہ ہوسکتی ہے۔ اہل دعوت ضروری تقاضے پورے کردے تو اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ تن مردہ میں پھر سے روح پھونک دے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ط قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ط قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ○ (البقرہ،۲: ۲۶۰)

”اور (وہ واقعہ بھی یاد کریں) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا: میرے رب! مجھے دکھا دے کہ تُو مُردوں کو کس طرح زندہ فرماتا ہے؟ ارشاد ہوا: کیا تم یقین نہیں رکھتے؟ اس نے عرض کیا: کیوں نہیں (یقین رکھتا ہوں) لیکن (چاہتا ہوں کہ) میرے دل کو بھی خوب سکون نصیب ہو جائے، ارشاد فرمایا: سو تم چار پرندے پکڑ لو پھر انہیں اپنی طرف مانوس کر لو پھر (انہیں ذبح کر کے) ان کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو پھر انہیں بلاؤ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آ جائیں گے، اور جان لو کہ یقیناً اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔“

پتہ چلا کہ پہلے کسی کو مانوس کرلیا جائے تو بعد میں ذبح کر ڈالنے پر ”آہ“ بھی نہیں سنائی دیتی۔ لہذا ذات سے محبت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ. (البقرہ،۲: ۱۶۵)

”اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ (ہر ایک سے بڑھ کر) اللہ سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔“

اگر داعی اخوت ومحبت کا مجسم بن جائے تو لوگوں کو اس میں امید کی کرن نظر آئے تو وہ اس کے گرد جمع ہونے لگتے ہیں۔ اس لیے پہلے رغبت پیدا کریں پھر شعور آئے گا۔ محبت کرنے سے تو جانور بھی مانوس ہوجاتے ہیں۔ محبت سے دلوں کو جیت لیا جائے تو ان میں کٹ مرنے کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے۔ ذاتی رابطہ اعتماد پیدا کرتا ہے۔ محبت سے تو ناگوار باتیں بھی مانی جاسکتی ہیں اگر دعوت میں صرف جلال ہی ٹپکتا رہے تو کوئی دعوت کو قبول نہیں کرے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو چار پرندے ذبح کئے تھے وہ نفسانی خرابیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مور تکبر و خود پسندی، مرغ شہوت پرستی، کوا حرص و لالچ اور کبوتر جلد

بازی کی علامت ہے۔ پہلے داعی ان رذائل اخلاق کو ذبح کرکے میدان عمل میں اترے گا تو دعوت سے لوگوں میں نئی زندگی آئے گی۔ حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے قوموں کو نئی زندگی کا ثبوت ملتا ہے۔

اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ وَّھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا ج قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ ھٰذِہِ اللّٰہُ بَعْدَ مَوْتِھَا ج فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ. (البقرہ،۲: ۲۵۹)

''یا اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جو ایک بستی پر سے گزرا جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی تو اس نے کہا کہ اللہ اس کی موت کے بعد اسے کیسے زندہ فرمائے گا سو (اپنی قدرت کا مشاہدہ کرانے کے لیے) اللہ نے اسے سو برس تک مُردہ رکھا پھر اُسے زندہ کیا، (بعد ازاں) پوچھا تُو یہاں (مرنے کے بعد) کتنی دیر ٹھہرا رہا (ہے)؟ ۔''

رحمانی دعوت کی پہچان:

رحمانی دعوت بلا امتیاز رنگ و نسل آفاقی نوعیت کی ہوتی ہے۔ اس کی بنیاد وحدت الہ، وحدت انسانی اور وحدت کائنات پر استوار ہوتی ہے۔ اس دین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ. (آل عمران،۳:۱۹)

''بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے ۔''

اور یہ غالب ہونے کے لیے آیا ہے اسے غالب کرنا رسول ﷺ کے فرائض منصبی میں سے تھا اور آپ ﷺ نے ایسا کرکے دکھایا۔ اب یہ امت کی ذمہ داری ہے کہ غلبہ اسلام کی بحالی کے لیے جدوجہد کرے۔ خدمت دین کا کام اس قدر اہم ہے اور ہر مسلمان سے تقاضا کرتا ہے کہ اس جدوجہد میں حصہ لے اتنے عظیم کام کی انجام دہی کے لیے ایک جماعت اور تنظیم کی ضرورت ہوگی۔ اس صورت میں مسلمان کے لیے دو اختیار رہ جاتے ہیں۔

۱۔ اس مقصد کے لیے کام کرنے والی کسی جماعت میں شامل ہوجائے۔

۲۔اطمینان نہ ہونے کی صورت میں خود جماعت قائم کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ . (آل عمران،۳: ۱۰۴)

''اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں ۔''

رسول اللہ ﷺ نے بھی جماعت اور اطاعت کا حکم فرمایا۔ میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں۔ ان کا حکم مجھے اللہ نے دیا ہے۔ قیام جماعت، سمع، طاعت، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ۔ (مسند احمد)

عام مشاہدے کی بات ہے کہ ہم ایک ہی بات دو مختلف اشخاص سے سنتے ہیں۔ ایک دل کو بھاتی ہے اور دوسری سنی اور ان سنی کردیتے ہیں۔ آخر اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہوسکتی ہے کہ جس کی بات دل میں اتر گئی اس کے پیچھے اعلیٰ اخلاق اوصاف اور کردار کی قوت کارفرما ہوتی ہے

یہی وجہ ہے کہ دعوت و تبلیغ کے قواعد وضوابط کی تعلیم بحیثیت فن دی جاتی ہے کیونکہ اسلام اپنے نام اور کام کے اعتبار سے جامعیت، ہمہ گیریت اور عالمگیریت کا حامل ہے جس میں پھیل جانے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ لہذا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دعوت و ارشاد کا ایک پورا نظام عطا فرمایا۔ مسند احمد میں ہے اگر کہیں آدمی جمع ہوجائیں تو ضروری ہے کہ ایک کو اپنا امیر بنالیں۔

جماعت مقصد، جدوجہد، اطاعت اور رہنمائی سے بنتی ہے۔ بعض لوگ تنظیم کی اہمیت تسلیم کرنے کے باوجود حیلے بہانوں سے شمولیت اختیار نہیں کرتے۔ اللہ کے ہاں بہانے نہیں چلیں گے۔ اولوالامر سے مراد صرف حکمران نہیں بلکہ صاحب علم افراد ہیں۔

جماعت مقصد، جدوجہد، اطاعت اور رہنمائی سے بنتی ہے۔ بعض لوگ تنظیم کی اہمیت تسلیم کرنے کے باوجود حیلے بہانوں سے شمولیت اختیار نہیں کرتے

داعی کے اوصاف:

دین کا کام کرنے والوں کے لیے جسمانی مضبوطی اور علمی پختگی کا اشارہ تو قرآنی الفاظ بسطة فی العلم والجسم ۔ (البقرہ،۲: ۲۴۷) سے ملتا ہے۔ مزید تائید رسول اللہ ﷺ کے قول ''قوی مومن کمزور مومن سے بہتر ہے'' سے ہوتی ہے۔ ویسے بھی ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ ایک صحت مند جسم میں ہی ایک صحت مند دماغ ہوتا ہے۔ لہٰذا داعی کے اوصاف کے حوالے سے جب بات ہوگی تو اس کی جسمانی صحت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا دعوت دین کا کام کرنے والوں کے لیے ظاہری وضع قطع کو درست رکھنا بہت اہم ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ کہیں ان کی نامناسب ہیئت ہی قبول حق کی راہ میں رکاوٹ بن جائے اس لیے پرجوش مبلغین کو آرام اور طعام کے لیے مناسب وقت نکال لینا چاہیے تاکہ صحت پر مضر اثرات مرتب نہ ہوں۔

اخلاقی اوصاف:

داعی کو رذائل اخلاق سے پاک ہونا چاہیے۔ داعی کو اطاعت، معرفت، محبت اور خشیت الٰہی کا پیکر ہونا چاہیے۔ نیک نیتی، اخلاص، شکر گزاری اور تسلیم و رضا اس کا شعار ہو، اس کا مطمع نظر انسانیت کی فلاح و بہبود اور اصلاحِ احوال ہو۔ یہ اوصاف دعوت کی اثر پذیری کو چار چاند لگاتے ہیں۔ عام مشاہدے کی بات ہے کہ ہم ایک ہی بات دو مختلف اشخاص سے سنتے ہیں۔ ایک دل کو بھاتی ہے اور دوسری سنی اور ان سنی کردیتے ہیں۔ آخر اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہوسکتی ہے کہ جس کی بات دل میں اتر گئی اس کے پیچھے اعلیٰ اخلاق اوصاف اور کردار کی قوت کارفرما ہوتی ہے تب یہ کیفیت پیدا ہوئی۔ اثر پذیری کے لیے دل کا مادی مفادات سے خالی ہونا ضروری ہے بلکہ دنیوی فوائد کا خیال بھی دل میں نہ آئے۔

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا. (الفرقان،۲۵: ۵۷)

آپ فرما دیجیے کہ میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ بھی معاوضہ نہیں مانگتا مگر جو شخص اپنے رب تک (پہنچنے کا) راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے (کرلے)''۔

کی مکمل تصویر بن جائے یہی جملہ انبیاء کا شیوہ رہا ہے۔ داعی کی نظر لوگوں کے قلوب پر ہو نہ کہ جیبوں پر۔ داعی کو سراپا دعا رہنا چاہیے۔ اللہ پر بھروسہ اور توکل ہی امید کی کرن ہے کیونکہ اللہ توکل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اپنے مشن کی حقانیت پر کامل یقین ہونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار فرمایا: اے لوگو! کلمہ پڑھ لو تم عرب و عجم کے مالک بن جاؤ گے۔ انتہائی ناموافق حالات میں یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جسے اپنی دعوت کی کامیابی پر غیر متزلزل یقین ہو۔ دراصل یقین ہی قوت کا سرچشمہ ہے۔ سچائی اور دیانتداری جملہ اخلاقی اوصاف کی جان ہیں۔ اس لیے داعی کو سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق سچائی اور دیانتداری کا دامن تھامے رکھنا چاہیے تاکہ کوئی اس کی جانب انگلی نہ اٹھا سکے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''مومن جھوٹ نہیں بول سکتا'' جو شخص لوگوں کا اعتماد کھودے کوئی اس کی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ جھوٹ سے اجتناب کے باعث ہزار ہا گناہوں سے نجات مل جاتی ہے۔ دراصل ہر اچھا شخص اپنے گرد نیکی اور بھلائی کا ہالہ رکھتا ہے جو مقناطیسی قوت کا حامل ہے۔ قریب آنے والا کوئی شخص بھی اس کے اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں اسلام پھیلنے کی وجہ مسلمانوں کی تلواریں نہیں بلکہ صوفیاء کا کردار تھا۔ داعی کے لیے دوسروں کو نصیحت کرنے سے قبل اس پر خود عمل پیرا ہونا بہت اہم ہے۔ اس لیے قرآن نے ایسے لوگوں کی تنبیہ کی ہے:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ. (البقرہ،۲: ۴۴)

''کیا تم دوسرے لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالاں کہ تم (اللہ کی) کتاب (بھی) پڑھتے ہو۔''

گویا داعی سچائی کا کامل نمونہ ہو۔ اسے بندوں سے حیا کی نسبت اللہ سے زیادہ حیا ہونی چاہیے اور دوسروں کی اصلاح میں لگ کر اپنے آپ کو نہ بھول جائیں۔ دعوت تبلیغ کے ضمن میں ہادی برحقﷺ کو جو حکم دیا گیا:

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

اجتماعی کام کے دوران جہاں محاسبہ کا عمل جاری کرنا ضروری ہے وہاں دوستوں کی حوصلہ افزائی کے چند کلمات رفتار کار کو بڑھانے کا سبب بھی بنتے ہیں۔ عوام کے دکھ درد میں شریک ہونے سے ان کے دل جیتے جاسکتے ہیں

قَوْلًاۢ بَلِيْغًا. (النساء،۴: ۶۳)

''پس آپ ان سے اعراض برتیں اور انہیں نصیحت کرتے رہیں اور ان سے ان کے بارے میں مؤثر گفتگو فرماتے رہیں۔''

اس آیت میں داعی کی تین صفات کا پتہ چلتا ہے:

۱۔ مخاطب کی بدتمیزی اور درشت کلامی کو برداشت کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا.

''اور جب ان سے جاہل (اکھڑ) لوگ (ناپسندیدہ) بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے (ہوئے الگ ہو جاتے) ہیں۔'' (الفرقان،۲۵: ۶۳)

۲۔ استقامت کا مظاہرہ کرے۔ تنگ اور مایوس ہوکر دعوت کو ترک نہ کرے۔

۳۔ انداز گفتگو ایسا دلکش و دلنشیں ہو کہ دل میں اتر جائے۔

اسوہ حسنہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ صرف گفتار کا غازی نہ بنے بلکہ کردار کا غازی بننے کی کوشش کرے۔ آپﷺ سراپا اخلاق تھے۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

كان خلقه القرآن. (مسند احمد بن حنبل، ۶: ۹۱)

''آپﷺ کے اخلاق سراسر قرآن تھے۔''

اسلام کی اشاعت و ترویج میں حسن اخلاق کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اس ضمن میں قرآن مجید کا سنہری اصول پیش نظر رہنا چاہیے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ. (حم السجدہ، ۴۱: ۳۴)

''اور برائی کو بہتر (طریقے) سے دور کیا کرو سو نتیجتاً وہ شخص کہ تمہارے اور جس کے درمیان دشمنی تھی گویا وہ گرم جوش دوست ہو جائے گا۔''

نرم کلامی اور شیریں گفتاری داعی کا زیور ہے جو دعوت کی اثر آفرینی کو چار چاند لگادیتا ہے۔ کبھی کسی بات کو ذاتی انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے بلکہ عفو و درگزر کی روش اختیار کی جائے۔ مشکل ترین لمحات پر بھی صبر کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا. (المعارج،۷۰: ۵)

''سو (اے حبیب!) آپ (کافروں کی باتوں پر) ہر شکوہ سے پاک صبر فرمائیں۔''

طبعی اوصاف:

داعی کو بلند نگاہ، ٹھنڈا مزاج، معاملہ فہم، اولوالعزم، ثابت قدم مستقل مزاج ہونا چاہیے بہت سے لوگ بد دل ہوکر کام چھوڑ دیتے ہیں۔ ان حالات میں حضرت نوح علیہ السلام کی مثال سامنے ہونی چاہیے۔ جنہوں نے ساڑھے نو سو سال دعوت کا کام کیا مگر چند لوگ ایمان لائے۔ اگر غور کریں تو کتنا طویل اور صبر آزما مجاہدہ تھا لیکن وہ کس قدر استقامت کا پہاڑ بن کر دعوت کے میدان میں ڈٹے رہے۔ انہیں دعوت کی نتیجہ خیزی پر کس قدر پختہ یقین تھا کہ ایک لمحہ بھی ان کے پائے اثبات میں لغزش نہیں آئی۔ لہٰذا داعی کو سب سے پہلے اپنی

دعوت کی حقانیت پر یقین ہونا چاہیے دعوت کے میدان میں اولین کام لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کروانا ہوتا ہے۔ لہذا ایک داعی کو ہر لحاظ سے جاذبِ نظر اور دلکش شخصیت کا مالک ہونا چاہیے کیونکہ اس میدان میں شعلہ بیانی کا نہیں بلکہ شیریں کلامی کا سکہ چلتا ہے۔

ایک داعی خواہ کتنا ہی قابل کیوں نہ ہو جب تک رفقاء میسر نہ ہوں تو کام کو آگے بڑھانا مشکل ہوجاتا ہے۔ لہذا دعوتی کام کو موثر بنانے کے لیے داعی کو تنظیمی صلاحیتوں کا بھی مالک ہونا چاہیے ورنہ خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوتے۔

اجتماعی کام کے دوران جہاں محاسبہ کا عمل جاری کرنا ضروری ہے وہاں دوستوں کی حوصلہ افزائی کے چند کلمات رفتار کار کو بڑھانے کا سبب بھی بنتے ہیں۔ عوام کے دکھ درد میں شریک ہونے سے ان کے دل جیتے جاسکتے ہیں۔ نظم و ضبط پر اسلام نے جس قدر زور دیا ہے کہ شاید ہی کوئی دوسرا مذہب اس کی مثال پیش کر سکے۔ اس کی جملہ عبادات اجتماعی شان کی حامل ہیں۔ داعی کا قائدانہ صلاحیتوں کا حامل ہونا ضروری ہے۔ اچھی تقریر کرلینا کافی نہیں کیونکہ بدنظمی منفی اثرات مرتب کرنے کا سبب بنتی ہے۔ داعی کی خوبیاں اس کی کامیابی کی علامت ہیں۔ دیگر اوصاف محنت کے ذریعے حاصل ہوسکتے ہیں۔ دوسروں پر اثر انداز ہونا ایک فن ہے جو محنت کا متقاضی ہے۔ لہذا جہد مسلسل داعی کی طبیعت کا لازمی حصہ بن جانا چاہیے۔

پرہیزگاری:

داعی کو شب زندہ دار ہونا چاہیے۔ اس طرح بات میں وزن اور اثر ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیۡلِ هِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِیۡلًا.

”بے شک رات کا اُٹھنا (نفس کو) سخت پامال کرتا ہے اور (دِل و دِماغ کی یکسوئی کے ساتھ) زبان سے سیدھی بات نکالتا ہے“۔ (المزمل۷۳:۶)

راتوں رات کوئی منصب دعوت پر فائز نہیں ہوجاتا اس کے لیے ذکر، فکر، عبادت اور خدمت کا سرمایہ چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہے قرآن اور صاحب قرآن سے گہرا تعلق استوار کیا جائے۔ اگر رونے والی آنکھ اور تڑپنے والا دل نہ ہو تو اس میدان میں قدم نہیں رکھنا چاہیے۔ دوسروں کو دعوت دینے سے قبل اپنی اور امت کی ہدایت کے لیے دعا مانگ کر باہر نکلے۔ داعی کے لیے نفس کی طہارت اور روح کی پاکیزگی لازمی ہے۔ اپنے عیوب سے آگاہ ہو اور موت کو یاد رکھے کیونکہ تاثیر باطنی طہارت سے جنم لیتی ہے۔

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىهَا. وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا.

”بے شک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کو (رذائل سے) پاک کرلیا (اور اس میں نیکی کی نشو ونما کی)۔ اور بے شک وہ شخص نامراد ہوگیا جس نے اسے (گناہوں میں) ملوث کرلیا (اور نیکی کو دبا دیا)۔“ (الشّمس،۹۱: ۹،۱۰)

پرہیزگاری کا آغاز توبہ سے کرے حضور علیہ السلام نے فرمایا توبہ کرو میں دن میں ستر بار توبہ کرتا ہوں۔ خود احتسابی کے باعث داعی اپنے اندر ایک واضح تبدیلی محسوس کرے گا۔ ہر وقت باوضو رہے، کسی کی دل آزاری نہ کرے، کثرت سے درود پڑھے، خوف الٰہی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نِ الَّذِیۡنَ یُبَلِّغُوۡنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَیَخۡشَوۡنَهٗ وَلَا یَخۡشَوۡنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰهِ حَسِیۡبًا.

”وہ (پہلے) لوگ اللہ کے پیغامات پہنچاتے تھے اور اس کا خوف رکھتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے، اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے“۔ (الاحزاب،۳۳: ۳۹)

عمل میں نماز اور قربانی سرفہرست ہے۔ عمل کے محرک کے طور پر عقیدہ آخرت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ لہذا دعوت ایک فن ہے اس میدان میں اترنے سے قبل اس کی شرائط، آداب اور لوازمات سے مکمل آگاہی مطلوب ہے۔ دعوت سنت انبیاء و اولیاء ہے یہی دعوت تو ان کی بقاء کی ضامن ہے۔ مگر اگر دعوت کا فریضہ صحیح لوازمات کے ساتھ ادا نہ کیا جائے تو موثر نہیں رہتا جس کے لیے داعی کی شخصیت نہایت اہم ہے۔

(ماخوذ از پروفیسر محمد رفیق، کتاب: دعوت کا انقلابی طریقِ کار)

☆☆☆☆☆

تحفظِ ماحولیات اور انسان

زمین میں فساد پھیلانے سے مراد اس کے قدرتی حسن کو تباہ کرنا بھی ہے

اسلام انسانیت کی فلاح و بہبود سے وابستہ امور کو کارِ خیر قرار دیتا ہے

ڈاکٹر انیلہ مبشر

اللہ رب العزت نے کائناتِ ارضی میں انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اُسے شرف بھی عطا فرمایا اور حسن بھی۔ گنبدِ آبگینہ رنگ کو تمام تر نُدرتوں کے ساتھ اسے عنایت کیا اس میں موجود تمام حیوانات، نباتات و جمادات کو اس کے تابع کیا۔ اس کے گردو نواح میں جاری و ساری کار حیات اور اس سے وابستہ خیرو برکات کا نگران بنایا۔ اُس اعلیٰ اور برتر ہستی نے اس نظامِ حیات کو تشکیل دیتے ہوئے نسلِ انسانی سے لے کر تمام حیوانات، نباتات، جاندار و غیر جاندار تمام ہی اجسام کی حفاظت و بقا کے لیے ایک جامع قدرتی ماحول فراہم کیا جو ہر لحاظ سے مفید بھی ہے اور متوازن بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''(لوگو!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لیے ان تمام چیزوں کو مسخر فرما دیا ہے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، اور اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر پوری کر دی ہیں۔ اور لوگوں میں کچھ ایسے (بھی) ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب (کی دلیل) کے۔'' (سورہ لقمان،۳۱: ۲۰)

اس نظام ہستی کے رواں دواں رہنے میں ترتیب و توازن اور ربط و ضبط کا قائم رہنا ہی جزو لاینفک ہے۔

''ان لوگوں کے لیے بے جان زمین ایک نشانی ہے۔ ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں۔ ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر سے چشمے پھوڑ نکالے تاکہ یہ پھل کھائیں۔ ان کے لیے ایک اور نشانی رات ہے۔ ہم اس کے اوپر سے دن ہٹا دیتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جارہا ہے۔ یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے اور چاند اس کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کردی ہیں یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کی مانند رہ جاتا ہے۔ نہ سورج کے بس میں ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جاسکتی ہے۔ سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔'' (یٰسین،۳۶: ۳۳۔۴۰)

اس بزرگ و برتر ہستی کی عطا کردہ بیش بہا نعمتوں سے مستفید ہونا اسی صورت ممکن ہے جب اس کی نعمتوں کی حفاظت کی جائے اور ان میں قائم توازن و ربط کو بگاڑنے کی کوشش نہ کی جائے۔ مثلاً کائنات کے سب سے چھوٹے ذرے کو توڑ کر یعنی ایٹم کو توڑ کر ایٹم بم بنایا جاتا ہے جو ہیروشیما اور ناگاساکی کی تباہی اور انسانی ہلاکت خیزی کا موجب بنا۔ قوانینِ فطرت میں تبدیلی اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی زمین پر فساد پھیلانے کے مترادف ہے۔ قرآن حکیم نے زمین پر فساد پھیلانے سے منع فرمایا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم بہت جامع ہے اسی لیے فرمایا ہے:

''زمین میں فساد برپا نہ کرو۔ جبکہ اس کی اصلاح ہوچکی ہے اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔'' (الاعراف)

زمین میں فساد پھیلانے سے مراد اس کے قدرتی حسن کو تباہ کرنا، فطری تناسب کو بگاڑنا اور سامانِ حیات و زیست کو خطرات سے دوچار کرنا ہے۔ بقائے حیات کے لیے اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ پاکیزہ ماحول کو فطری انداز میں قائم رکھنا اشد ضروری ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ بابرکات نے تحفظِ ماحولیات کے لیے بہترین رہنمائی فرمائی ہے۔

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی مجھے کسی ایسی بات کی تعلیم عطا فرمائیے جس سے مجھے فائدہ ہو۔ آپ نے فرمایا مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دینے والی چیزوں کو ہٹا دیا کرو۔''

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے کہ وہ بری، بحری اور فضائی راستوں کو ضرر رساں اور باعثِ اذیت اشیاء سے پاک کرے۔

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ نے فرمایا جو مسلمان بھی درخت لگائے یا کاشت کاری کرے اس میں سے پرندے، انسان یا چوپائے کھائیں تو لگانے والے کے لیے صدقہ کا ثواب ہے۔''

اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث مبارکہ میں شجر کاری کی فضیلت اور صریح ہدایات موجود ہیں۔

مذہبِ اسلام انسانیت کی فلاح و بہبود اور اس سے وابستہ تمام امور کو کارِ خیر قرار دیتا ہے۔ اس دین فطرت نے عوام الناس کے وجدان اور شعور حیات میں انقلاب برپا کرتے ہوئے نہ صرف اس دور کے مسائل بلکہ آنے والے تمام زمانوں کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے راہ ہموار فرمادی۔ یہی وجہ ہے کہ خلفاء راشدین اور ان کے مابعد بنو امیہ، بنو عباس کے ادوار میں بلکہ مسلمان جہاں بھی فاتح بن کر گئے انہوں نے وہاں کے قدرتی وسائل کو تحفظ دیا اور بلا لحاظ مذہب و ملت عوامی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیا۔ زرعی اصلاحات، سیلابی پانی کی روک تھام، بنجر اور بے آباد زمینوں کی کاشتکاری و شجرکاری سے علاقوں کو سرسبز و شاداب بنایا گیا، حوض نہروں کی کھدائی پلوں اور سڑکوں کی تعمیر سے عوامی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ خطہ ارضی کو سنوارا گیا۔ مسلمان سپین گئے تو زراعت کے جدید طریقوں کو اپناتے ہوئے دوسرے پھلوں اور اشجار کے علاوہ چاول، خوبانی، انار، کھجور، نارنگی، روئی اور زعفران کی کاشت سے علاقے کو متعارف کروایا۔ اسے باغات، چشموں، جھرنوں، آبشاروں اور نہروں سے سجا کر لافانی عطیہ عطا کیا۔

برصغیر پاک و ہند میں مسلم دور کی یادگار باغات آج بھی موجود ہیں جو تحفظ ماحولیات کے سلسلے میں ان کے کار خیر پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں۔

قرآن حکیم کائنات اور اس کے جملہ رموز پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ عربوں نے جب قرآن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تو کرہ ارض اور اجرام فلکی کی ماہیت کو جاننے کے لیے مختلف اقدامات اٹھائے۔ مامون الرشید کے عہد میں کرہ ارض کے محیط کی تحقیق کے لیے متعدد تجربات کیے گئے۔ علم ہیت میں حیرت انگیز ترقی کے لیے شماسیہ کے مقام پر دنیائے اسلام کی پہلی رصدگاہ قائم کی گئی جس کے ذریعے سورج، چاند، سیاروں اور دیگر کواکب کے حالات معلوم کیے جاتے۔ مسلم ہیت دانوں کی جانفشانی کی بدولت آسمان پر دریافت ہونے والے ستاون (۵۷) ستاروں کے نام عربی زبان میں ہیں۔ مثلاً Achemar (آخرالنہر) Aldearan (الدبران) Alphard (الفرد) Minkar (منقار) اور Suhail (سہیل) وغیرہ۔ اس طرح ہمارے تحفظ ماحولیات کے حوالے سے ہمارے اجداد کی کاوشیں بہت مثبت اور حوصلہ مند رہی ہیں۔

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں جابجا اور سورۃ الرحمٰن میں خاص طور پر انسان کے لیے کرہ ارض، کرہ آب اور کرہ باد میں مہیا کردہ نوازشات اور نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر آج کی دنیا پر نظر دوڑائیں تو سائنسی تحقیق نے بھی انسان کو یہ باور کروادیا ہے کہ فطرت کی عظیم لیبارٹری نے جس طرح بے شمار وسائل ہمارے لیے زمین پر بکھیر دیئے ہیں اسی طرح زیر زمین بھی بیش بہا عناصر خام مال کی صورت میں جمع کر رکھے ہیں۔ یہ عناصر جو بہت کارآمد ہیں صدیوں کے عمل سے صدیوں پہلے تخلیق ہوئے۔

گزشتہ ڈیڑھ صدی سے صنعت و حرفت میں جدید ترقی کے خواہاں انسان نے ان عناصر کو بے دریغ استعمال کرنا شروع کیا۔ قدرت کے عطا کردہ توانائی کے ذرائع کوئلہ، تیل، گیس اور لکڑی ہیں جو آج مشرق و مغرب میں نہایت برق رفتاری سے خرچ ہورہے ہیں۔ ان ذخائر کے خاتمے کے بعد انہیں دوبارہ حاصل کرنا ناممکن ہے۔ مثلاً دنیا میں میلوں پھیلے جنگلات تیزی سے کاغذ میں تبدیل ہورہے ہیں مگر کوئی طریقہ ایسا نہیں کہ کاغذ کو واپس جنگلات میں تبدیل کیا جاسکے۔ اسی طرح ایک طرف تو خام وسائل کی مقدار لمحہ بہ لمحہ ختم ہورہی ہے تو دوسری طرف ان کے استعمال کے غلط طریقوں سے ایسی باقیات جنم لے رہی ہیں جس سے اس کرہ ارضی کا چہرہ مسخ ہورہا ہے۔

ماہرین ہیت و ارضیات کے نزدیک آج کی دنیا میں ماحولیاتی آلودگی ایک اہم ترین چیلنج ہے۔ یہ عمل ہوا، مٹی، پانی اور نباتات کی طبعی، کیمیائی اور حیاتیاتی خصوصیات میں عدم توازن اور محض تبدیلیاں پیدا کرنے کے باعث ہوا۔ گلوبل وارمنگ کے بڑھتے ہوئے منفی اور مضر اثرات قدرت کے اجزائے ترکیبی میں خلل ڈالنے کے باعث مرتب ہوئے اور آبی، زمینی اور فضائی آلودگی کا باعث بنے۔ معاشی اور اقتصادی ترقی کی دوڑ میں صنعتی عمل، فیکٹریوں اور گاڑیوں سے خارج ہونے والے کیمیائی مرکبات اور ذرات سورج کی روشنی سے مل کر ایسے مرکبات بناتے ہیں جسے سموگ کہتے ہیں۔ گرمی کی حدت اور موسمی تبدیلی کے نتیجے میں دنیا بھر میں گلیشیر پگھل رہے ہیں۔ ماہرین کے مطابق اگر گلیشیر پگھلنے کی رفتار یہی رہی تو گلیشیر چند سالوں میں ختم ہوجائیں گے۔ سورج کی تمازت بڑھ رہی ہے۔ کرہ ارض پر اوزون کی تہہ میں سوراخ کی دریافت ہوچکی ہے۔ جنگلی و آبی حیات معدوم ہورہی ہے۔ پودے، درخت اور فصلیں سورج کے گندے پانی سے سیراب ہورہے ہیں۔ پانی قدرت کے دیئے ہوئے اس تحفے کو بھی قابل استعمال نہیں رہنے دیا گیا۔ سورج کا گندا پانی ندی، نالوں اور دریاؤں میں بہادیا جاتا ہے۔ فیکٹریوں اور صنعتوں کے پیداواری عمل سے خارج ہونے والے آبی اور ٹھوس فضلات کو دریاؤں اور آبی وسائل میں شامل کردیا جاتا ہے جو سمندر تک پہنچ کر آبی حیات کو شدید متاثر کررہے ہیں۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ دریائے راوی میں روزانہ تقریباً 212 ملین گیلن گندا پانی شامل ہورہا ہے۔

ترقی کے بڑھتے ہوئے معیار کو قائم رکھنے، کم محنت کرکے سہل، پرلطف اور پُرآسائش زندگی گزارنے کی خواہش، سرمایہ دارانہ نظام کے ظلم اور صنعتکاروں کے حریفانہ اقدامات نے ماحولیاتی آلودگی کو اس نہج پر پہنچادیا ہے کہ ایک طرف تو نسل انسانی تباہی کے دھانے پر پہنچ گئی ہے اور دوسری طرف کرہ ارضی پر حیات و زندگی کے آثار معدوم ہوتے چلے جارہے ہیں۔ آج کا دور ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوبصورت ارضی و سماوی نعمتوں کو اپنی حریفانہ کاوشوں سے آلودہ کردیا اور اس خوبصورت بزم رنگ و بو کو شہرِ خموشاں میں تبدیل کردیا۔

ماحولیات کا تحفظ اور قدرتی نظام توازن کو بحال کرنا آج کے انسان کا سب سے بڑا چیلنج ہے۔ حیوانات، آبی حیات، نباتات و اشجار ابتدائے آفرینش سے انسان کے ساتھی ہیں۔ ان کی حفاظت کا اہتمام کرنا انسان کی ذمہ داری ہے۔ ان حالات میں اگر ہم اسلامی اصولوں اور ضابطہ حیات کو اپنائیں تو ماحولیاتی آلودگی کے بہت سے مسائل نبرد آزما ہوسکتے ہیں۔ اسلام دین فطرت ہے اور ہمیں سادہ زندگی گزارنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ذاتی طہارت کے ساتھ ساتھ گردو پیش کے ماحول کو پاک و صاف رکھنے کا اجر و ثواب ہے۔ اسلامی تعلیمات میں بقائے حیات اور فلاح انسانیت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اسلام تہذیب و معاشرت میں دلنوازی، حسن و سلیقہ اور نظم و ضبط قائم کرنے کا درس دیتا ہے۔ جانوروں سے پیار اور رخ، اشجار سے انسیت و حفاظت کا اہتمام اسلام ہی نے سکھایا ہے۔ یہاں تک کہ دشمن کے علاقے میں بھی ان کی حفاظت کا حکم ہے۔ شجر کاری صدقہ جاریہ ہے اگر صرف اسی پر عمل کرلیا جائے تو ہم اپنے اردگرد کے ماحول کو آلودگی سے بچاسکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

آپ کی صحت

کورونا وائرس ۰۰۰۰ احتیاط ہی واحد علاج ہے

لاپرواہی آپ اور آپ کے خاندان کے لئے آزمائش ثابت ہوسکتی ہے

چائے کا قہوہ روٹی، گندم کا دلیہ، دیسی انڈے، شوربے والا دیسی چکن، سلاد، دودھ بہترین غذا ہے

ویشاء وحید

پچھلے دو سالوں سے کورونا وائرس کی تباہ کاریوں سے ہم سب واقف ہیں لیکن ہم میں سے کچھ لوگ ابھی بھی خوش فہمی کا شکار ہیں۔ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے لاپرواہ ہیں اپنی اور اپنے ساتھ کے لوگوں کی زندگی کو لے کر کہ اتنی انسانی جانوں کو وائرس کی نظر ہوتے دیکھنے کے باوجود یہی گمان کیے بیٹھے ہیں کہ ''ہمیں تو ہونا نہیں یہ'' ہم تو پانچ وقت کے نمازی ہیں، ہر نماز میں تازہ وضو کرتے ہیں ایسی بیماریاں تو بے نمازیوں کو لگتی ہیں۔ یہی لاپرواہی نے کئی لوگوں کو اس وائرس کا شکار کیا۔ ہم سب کو انفرادی طور پر یہ ذمہ داری لینے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے آپ کو بھی ٹھیک رکھیں اور اپنی ذات سے جانتے بوجھتے غفلت میں مبتلا نہ ہوں۔ اب ہم انفرادی طور پر ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے بتائی گئی احتیاطی تدابیر کے علاوہ کیا کرسکتے ہیں کہ اپنے آپ کو اس کا شکار بننے سے محفوظ رکھ سکیں۔ اگر آپ اپنے آپ سے اپنی صحت کے معاملات سے غافل ہیں تو پھر یہ جان لیں کہ کوئی بھی آپ کو صحت کی طرف لے کر نہیں جاسکتا۔ اس بیماری سے لڑنے کے لیے احتیاط کے ساتھ ساتھ مضبوط عصاب اور کامل یقین کا ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ کہیں نہ کہیں آپ کی جسمانی قوت کو کنٹرول کرنے میں آپ کی روحانی قوت کا بھی ہاتھ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کی رات کی نیند کا بہت اہم قرار دیا گیا ہے یہ کہنا چھوڑ دیں کہ کل سے احتیاط کریں گے کیونکہ صحت کے لیے کوئی کل نہیں ہوتا۔ آج اور ابھی ہی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس وباء کے ذریعے ایک اور بات بھی عقل اور فہم رکھنے والوں کو سمجھ آجانی چاہیے کہ اس وباء کے دنیا میں آنے اور آپ کو منتقل ہونے میں حکومت کا نہیں بلکہ عوام کا زیادہ اہم کردار ہے۔ اگر اللہ کی طرف سے یہ وباء ہم پر آئی ہے تو حکومت ہر ممکن اقدامات کررہی ہے اس کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے یہ ہم عوام ہی ہیں تو اپنی جاہلیت اور غفلت کے باعث اپنی جانوں کے ساتھ ساتھ باقی لوگوں کی جانوں کو بھی خطرے میں ڈال رہے ہیں۔

آج حالات آپ کے سامنے ہیں کیا ان ملکوں کے ڈاکٹرز اپنے ملک کو وباء سے پاک کرنے میں کامیاب ہوگئے؟ کیا وہاں اموات کی شرح پاکستان سے زیادہ نہیں؟ ذرا سوچیں اور ہر بات پر دوسروں کا الزام دینے سے پہلے اپنے اندر بھی احساس ذمہ داری پیدا کریں۔ اس وباء کے چلتے کم سے کم اپنی صحت کی ذمہ داری تو خود لیں یا وہ بھی ڈاکٹرز اور حکومت آپ کے گھر میں آکر آپ کو ایس او پیز پر عمل نہیں کراسکتے ایک بار اس ذمہ داری کو محسوس کرلیں تو مندرجہ اقدامات خوراک میں کرنے سے اس وباء کے چلتے آپ اپنی صحت بحال رکھ سکتے ہیں۔

☆ اس وقت میں اور عام طور پر بھی سب سے اہم خوراک پورے دن میں ناشتہ ہے اس میں آپ کی کوشش ہونی چاہیے کہ آپ صبح 9 بجے تک ناشتہ کریں اور اگر آپ فجر کی نماز کے بعد جاگتے ہیں جو اس وقت میں بھنے چنے، ابلے چنے، بادام، مونگ پھلی کا استعمال کرسکتے ہیں۔ بھنے چنے اور کشمش یا

2-3 طرح کے پھلوں کی چاٹ بنا کر کھالیں۔ اس کے علاوہ ناشتے سے پہلے چائے کا قہوہ تھوڑی چینی اور لیموں ڈال کر پی سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ناشتے میں کوشش کریں کہ روٹی کھائیں اس کے ساتھ آپ جو بھی کھانا چاہیں سالن، دہی، کباب، دال، انڈا کچھ بھی، چٹنی، پیاز، سبزی، گوشت لیکن ناشتہ پیٹ بھر کر ہونا چاہیے اور ناشتے کے بعد گرین ٹی پی جاسکتی ہے۔

☆ اس کے علاوہ اسنیک ٹائم میں آپ کوئی پھل، انڈا، مکس میوے، چنے بھنے ہوئے یا ابلے ہوئے لے سکتے ہیں۔

☆ اسی طرح دوپہر کے کھانے میں بھی روٹی کو ترجیح دیں اور اس کے ساتھ پودینے کی چٹنی کا استعمال ضرور کریں۔ دوپہر کے کھانے سے پہلے یخنی کا استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس سے بھی طاقت ملتی ہے جو اس بیماری کے دوران ہماری قوت مدافعت بحال رکھنے میں مدد دیتی ہے۔

☆ یہی خوراک شام کے اسنیک میں یعنی صبح کے اسنیک والی اور رات کے کھانے میں دوپہر کے کھانے والی خوراک ہی کو دہرایا جاسکتا ہے۔

☆ اس کے علاوہ جو خوراک بیماری خاص طور پر کورونا وائرس میں مبتلا ہونے کی صورت میں منع ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ چاول، نان، سلاد یعنی کچے سلاد، دودھ، جو کا دلیہ، رس، ٹھنڈا پانی، جوس وغیرہ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے 15-20 منٹ گھر کے اندر ہی واک کرنی ہے۔ آپ کی آسانی کے لیے کورونا کے مریضوں کی خوراک کے حوالے سے تجویز کیا گیا پلان جو کہ ڈاکٹر شگفتہ فیروز صاحبہ نے تشکیل دیا ہے وہ یہ ہے:

کورونا کے مریضوں کی خوراک:

صبح اٹھنے کے آدھے گھنٹے کے اندر ناشتہ کریں اور یہ ممکن نہیں ہے تو پھر مندرجہ ذیل خوراکوں میں ایک خوراک لے لیں۔

ا۔ بھنے یا ابلے کالے چنے، ۲۔ چنے، بادام، مونگ پھلی برابر مقدار میں ملا کر، ۳۔ چنے اور کشمش ملا کر، ۴۔ 2-3 طرح کے پھل ملا کر کھالیں اور ناشتہ 1-2 گھنٹے بعد کریں۔

چائے کا قہوہ: ناشتے سے 5-10 منٹ پہلے چائے کا قہوہ، چینی اور لیموں کے چند قطرے ملا کر لیں۔

ناشتہ: روٹی یا گندم کا دلیہ یا سلائس (روٹی کو ترجیح دیں)

ا۔ دیسی انڈے، ۲۔ شوربے والے دیسی چکن یا سبزی گوشت، ۳۔ آلو کی سبزی، ۴۔ کالے چنے، ۵۔ مکس دالیں

ناشتے کے 3-4 گھنٹے بعد صبح کا اسنیک

صبح کا اسنیک: ا۔ مکس پھل، ۲۔ چنے، مونگ پھلی، بادام، ۳۔ مکس میوے، ۴۔ ابلا ہوا انڈا، ۵۔ میٹھا

دوپہر کا کھانا 1-3 بجے کے درمیان

یخنی، روٹی، سالن، پودینے کی چٹنی

گرین ٹی، شکر

دوپہر کے کھانے کے 3-4 گھنٹے بعد

شام کا اسنیک: صبح والے اسنیک کی طرح کھائیں۔

رات کا کھانا: یخنی، دوپہر کی طرح کی خوراک

پرہیز: دودھ، چاول، نان، میدہ، برائلر چکن/ انڈے، جو کا دلیہ، جوس اور بیکری کی اشیاء

کورونا وائرس سے متعلق مکمل آگہی اور باہمی تعاون ہی سے اس وبا کے پھیلاؤ کی روک تھام ممکن ہے۔ عوام کو اس کے بارے میں احتیاطی تدابیر کا علم ہونا چاہیے۔ علاوہ ازیں انھیں یہ بھی آگاہی ہونی چاہیے کہ کورونا وائرس سے متاثرہ مقامات اور اس کے منتقل ہونے کے طریقے کون کون سے ہیں تاکہ وبا سے بچاؤ ممکن ہو سکے۔ تمام قومی شعبوں کو ''آگہی'' کے جامع پروگرام ترتیب دے کر سنجیدگی سے معلومات آگے پہنچانے کے لیے فعال کردار ادا کرنا چاہیے۔

آگہی پروگرام کی معلومات کو الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے باآسانی لوگوں تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ریڈیو، ٹی۔وی، سوشل میڈیا اور اخبارات کا سہارا لیا جا سکتا ہے۔ اساتذہ کرام آن لائن کلاسز لیتے ہوئے اس بیماری کے اصل حقائق اور حفاظتی اقدامات اپنے طلبہ کو بتائیں اور اُنھیں تلقین کریں کہ وہ ان معلومات کو اپنے اہلِ خانہ، خاندان اور دوست احباب تک پہنچانے میں مثبت کردار ادا کریں۔ ایسے ہی معاشرے کے معزز افراد، مبلغین اور مساجد کے خطیب آگہی پروگرام میں لوگوں کو شعور دیں۔ تاجر حضرات کا کردار بھی اہم ہے۔ اُنھیں بھی دوران تجارت آگہی دینے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

گلدستہ

کھجور کے فوائد اور طریقہ استعمال

شدید گرمی میں توانائی کی فوری بحالی کے لئے کھجور اکسیر کا درجہ رکھتی ہے

مرتب: حافظہ سحر عنبرین

کھجور کے فوائد اور طریقہ استعمال:

کھجور ایک قسم کا پھل ہے۔ دنیا کی سب سے اعلیٰ کھجور عجوہ (کھجور) ہے حضور اکرمﷺ نے تمام درختوں میں سے اس درخت کو مسلمان کہا ہے کیونکہ صابر، شاکر اور اللہ کی طرف سے برکت والا ہے۔ قرآن مجید اور دیگر مقدس کتابوں میں جابجا کھجور کا ذکر ملتا ہے۔ نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ گھر ایسا ہے کہ جیسے اس میں کھانا نہ ہو طبی تحقیق کے مطابق کھجور ایک ایسی منفرد اور مکمل خوراک ہے جس میں ہمارے جسم کے تمام ضروری غذائی اجزاء وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ رمضان المبارک میں افطار کے وقت کھجور کا استعمال اس کی افادیت کا منہ بولتا ثبوت ہے چونکہ دن بھر روزہ رکھنے کے بعد توانائی کم ہوجاتی ہے اس لیے افطاری ایسی مکمل اور زود ہضم غذا سے کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو زیادہ سے زیادہ طاقت و توانائی فراہم کرسکے اور کھجور یہ تمام مقاصد فوراً پورا کردینے کی اہلیت رکھتی ہے۔

کھجور کے طبی فوائد:

☆شدید گرمی کے عالم میں توانائی فوری طور پر بحال کرنا ہو تو کھجور اس کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔

☆پیٹ کے کیڑے مارنے کے لیے نہار منہ اس کا استعمال مفید ہے۔

☆تازہ پکی ہوئی کھجور کا مسلسل استعمال نکسیر خون کثرت سے آنے والی بیماری میں فائدہ مند ہے۔ یہ کیفیت غدودوں کی خرابی جھلیوں کی سوزش، غذائی کمی اور خون میں فولاد کی کمی وغیرہ سے پیدا ہوسکتی ہے۔ کھجور ان میں سے ہر ایک کا مکمل علاج ہے۔

☆دل کے دورے میں کھجور کو گٹھلی سمیت کوٹ کر دینا جان بچانے کا باعث ہوتا ہے چونکہ دل کا دورہ شریانوں میں رکاوٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے شریانوں میں رکاوٹ کے باعث پیدا ہونے والی تمام بیماریوں میں کھجور کی گٹھلی تریاق کا اثر رکھتی ہے۔

☆چونکہ کھجور رافع قولنج اور جھلیوں سے سوزش کو دور کرنے کے لیے مسکن اثرات رکھتی ہے اس لیے دمہ خواہ وہ امراض تنفس سے ہو یا دل کی وجہ سے اسے دفع کرتی ہے۔ کھجور کا مسلسل استعمال اور اس کی پسی ہوئی گٹھلیاں دل کے بڑھ جانے میں مفید ہیں۔ یہی نسخہ کالا موتیا کے مریضوں کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔

☆جلی ہوئی کھجور زخموں سے خون بہنے کو روکتی ہے اور زخم جلدی بھرتی ہے خشک کھجور کو جلا کر راکھ بنا کر بوقت ضرورت استعمال میں لایا جاتا ہے۔

کھجور کھانے میں احتیاطیں:

☆کھجور کے ساتھ منقہ یا کشمش نہیں کھانا چاہیے نہ ہی اسے انگور کیساتھ استعمال کریں۔

☆نیم پختہ کھجور کو پرانی کھجور کیساتھ ملا کر مت کھائیں۔

☆کھجور کا ایک وقت میں زیادہ استعمال ٹھیک نہیں۔ زیادہ سے زیادہ سات آٹھ دانے کافی ہیں وہ بھی اس صورت میں جب کہ کھانے والا حال ہی میں بیماری سے نہ اٹھا ہو۔

☆جس کی آنکھیں دکھتی ہوں اس کے لیے کھجوریں کھانا مناسب نہیں۔کھجور کیساتھ اگر تربوز کھایا جائے تو اس کی گرمی تربوز کی ٹھنڈک سے زائل ہوجاتی ہے۔

☆کھجور کیساتھ مکھن استعمال کرنا سنت نبویﷺ ہے۔

☆جو خواتین دبلے پن کا شکار ہوں وہ تازہ پکی ہوئی کھجوریں اور کھیرے کھائیں بہت جلد اپنے جسم میں نمایاں تبدیلی محسوس کریں گی۔

☆کھجور کیساتھ انار کا پانی معدہ کی سوزش میں مفید ہے۔

نہاری:

اجزاء:

بونگ کا گوشت (2/1 کلو)، کالی الائچی (8عدد)، ادرک لہسن (1 کھانے کا چمچہ)، سوکھا ادرک (4 کھانے کے چمچے)، نمک (1 کھانے کا چمچہ)، لال مرچ (ایک کھانے کا چمچہ)، سونف (3 کھانے کے چمچے)، ہلدی (1چائے کا چمچہ)، گرم مصالحہ (ایک کھانے کا چمچہ)، پیاز(ایک عدد)، آٹا (4 کھانے کے چمچے)، آئل (ایک کپ)، گرین چلی (8عدد)، ہرا دھنیا گارنش (کے لئے)

ترکیب:

گوشت کو اُبال لیں۔ آئل میں پیاز ڈال کر فرائی کریں۔ ساتھ ہی ادرک، لہسن، لال مرچ ڈال کر فرائی کریں پھر نمک ،ہلدی ڈال کر گوشت ڈال لیں اور اچھی طرح بھونیں۔ جب گوشت بھن جائے تو اس میں پانی شامل کر دیں اور ململ کے کپڑے میں ادرک کا پاؤڈر، کالی الائچی اور سونف ڈال کر کپڑے کو باندھ لیں اور اب یہ پوٹلی نہاری میں ڈال دیں۔40منٹ ہلکی آنچ پر پکنے دیں۔پھر باریک کٹے ادرک، ہری مرچ، اور گرم مصالحہ ڈال کر 5 منٹ پکالیں۔ آٹے کو توے پر بھون کر پانی میں گھول لیں اور نہاری میں ملا لیں۔گاڑھا ہونے پر اتار لیں اور کلچے کے ساتھ پیش کریں۔

قیمتی باتیں:

☆پست ارادے کامیابی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

☆ خامیوں کا احساس کامیابی کی کنجی ہے۔

☆کمزور موقعوں کی تلاش میں رہتے ہیں باہمت انسان خود مواقع پیدا کرتے ہیں۔

☆ برا دوست کوئلے کی مانند ہے، گرم ہو تو جلائے گا، ٹھنڈا ہو گا تو ہاتھ کالا کرے گا۔

☆علم کے بغیر انسان اللہ کو نہیں پہچان سکتا۔

☆ اللہ کی راہ بظاہر کانٹوں سے بھری ہے مگر درحقیقت اطیمنان اور سکون کی دولت سے بھری پڑی ہے۔

☆ اچھا انسان وہ ہے جو کسی کا دیا ہوا دکھ تو بھلا دے مگر کسی کی دی ہوئی محبت کبھی نہ بھلائے۔

☆سائل کو کچھ نہ دے سکو تو نرم لفظ اور مسکراہٹ ضرور دو.

☆امانت والے کی امانت واپس کرو "

"اللہ تعالی سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا مانگو"

"جب اللہ تعالی مال دے تو اللہ کی نعمت کا اثر آپ پر دیکھا جانا چاہیئے"

"تمہارے پاس جب کسی قوم کا عزت والا آئے تو اس کی عزت واحترام کرو"

"جب اللہ تعالی کسی گھر والوں سے بھلائی چاہتا ہے تو ان میں نرمی پیدا کردیتا ہے"

"جب کسی سے براسلوک کر بیٹھو تو پھر اچھا سلوک کرو"

"جب اللہ تعالی کی طرف سے تمہیں بغیر طمع ولالچ اور مانگے رزق ملے تو لے لو"

"جب تمہیں اپنی نیکی اچھی لگے اور برائی بری محسوس ہو تو آپ مومن ہیں"

☆☆☆☆☆

روحانی وظائف

وظیفہ برائے حاجت روائی و قبولیتِ دعا: یَا مُجِیْبُ

فوائد و تاثیرات:

اس وظیفہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امان نصیب ہوتی ہے۔ اور مجبور حال لوگوں کی حاجت پوری کرنے کی توفیق مل جاتی ہے نیز طلوع آفتاب کے وقت پڑھنے کا معمول اپنانے سے دعا کی قبولیت ہوتی ہے۔

عام معمول:

اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

- اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

وظیفہ برائے حصولِ قناعت و برکت: یَا وَاسِعُ

فوائد و تاثیرات:

اس وظیفہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ وظیفہ کرنے والے شخص کو قناعت و برکت کی دولت سے نوازے گا علاوہ ازیں علم و حکمت اور صحت عطا ہوگی، جو کوئی اسے کثرت سے جاری رکھے گا اسے وسعت صدر نصیب ہوگی، حرص و لالچ اور دھوکہ سے سلامتی ملے گی اور اس کے دیگر امور آسان کردیئے جائیں گے۔

عام معمول:

اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

- اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

وظیفہ برائے کشادگی سینہ و اسرارِ حکمت: یَا حَکِیْمُ

فوائد و تاثیرات:

اس اسم مبارک کا ورد کرنے والے کے ناممکن کام بخیر و عافیت سرانجام پاتے ہیں۔ جو شخص باوضو ہو کر اس اسم پاک کو ذوق و شوق کے ساتھ ۱۰۰ مرتبہ پڑھتا رہے حتیٰ کہ اس پر وجد کی کیفیت طاری ہو جائے تو اس کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو اپنے اسرار کی آماجگاہ بنا دے گا۔

عام معمول:

اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

- اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔ ☆☆☆☆

رمضان المبارک میں عرفان الہدایہ کے زیر اہتمام ملک بھر میں منعقدہ
دورہ قرآن کی تصویری جھلکیاں

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
JUNE-2021
LAHORE
Regd CPL No.45